الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ: نصیر أحمد قمر

جلد ۳ جمعۃ المبارک ۵ اپریل ۱۹۹۶ء شمارہ ۱۴

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں

فرمایا: "جو بات ہماری سمجھ میں نہ آوے یا کوئی مشکل پیش آوے تو ہمارا طریق یہ ہے کہ ہم تمام فکر کو چھوڑ کر صرف دعا میں اور تضرع میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ تب وہ بات حل ہو جاتی ہے۔"

★ ★ ★ ★

فرمایا: "افسوس ہے کہ لوگ جوش اور سرگرمی کے ساتھ قرآن شریف کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ جیسا کہ دنیادار اپنی دنیاداری پر یا ایک شاعر اپنے اشعار پر غور کرتا ہے ویسا بھی قرآن شریف پر غور نہیں کیا جاتا۔ بٹالہ میں ایک شاعر تھا اس کا ایک دیوان ہے۔ اس نے ایک دفعہ ایک مصرعہ کہا صبا شرمندہ مے گردد بہ روئے گل نگہ کردن۔

مگر دوسرے مصرعہ کی تلاش میں برابر چھ مہینے سرگردان و حیران پھرتا رہا۔ بالآخر ایک دن ایک بزاز کی دوکان پر کپڑا خریدنے گیا۔ بزاز نے کئی تھان کپڑوں کے نکالے پر اس کو کوئی پسند نہ آیا۔ آخر بغیر کچھ خریدنے کے جب اٹھ کھڑا ہوا تو بزاز ناراض ہوا کہ تم نے اتنے تھان کھلوائے اور بے فائدہ تکلیف دی۔ اس پر اس کو دوسرا مصرعہ سوجھ گیا اور اپنا شعر اس طرح سے پورا کیا

صبا شرمندہ مے گردد بروئے گل نگہ کردن   کہ رخت غنچہ را وا کرد و نتوانست تہ کردن

جس قدر محنت اس نے ایک مصرعہ کے لئے اٹھائی اتنی محنت اب لوگ ایک آیت قرآنی کے سمجھنے کے لئے نہیں اٹھاتے۔ قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں۔"

(ملفوظات جلد نمبر ۲ (مطبوعہ لندن) صفحہ ۳۴۳ و ۳۴۴)

اندھیروں سے روشنی کے سفر کا ایک طریق یہ ہے کہ ان لوگوں کی سوسائٹی کی طرف منتقل ہو جنہیں اللہ کی رضا کی طلب رہتی ہے۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۲ مارچ ۱۹۹۶ء)

لندن (۲۲ مارچ) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے گذشتہ خطبات کے مضمون کے تسلسل کو مزید آگے بڑھایا اور سورۃ النور کی آیات نمبر ۴۰ و ۴۱ کے حوالہ سے بتایا کہ روشنی کا دھوکہ سب سے خطرناک دھوکہ ہے جبکہ اس میں سفر کرنے والا یہ سمجھے کہ وہ روشنی میں سفر کر رہا ہے حالانکہ فی الحقیقت وہ اندھیرا ہو۔ حضور نے فرمایا کہ یہ اندھیرا ایسا ہے جو نفس سے پیدا ہوتا ہے۔ حضور نے آیات قرآنی کے حوالہ سے بتایا کہ لعب و لھو، کھیل تماشا بظاہر معمولی باتیں دکھائی دیتی ہیں لیکن بسااوقات روزمرہ کی عام زندگی میں یہ بھی گناہ کی شکل اختیار کرنے لگتی ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ کھیل کود کو بھی اپنی حدود میں رکھیں اور ان حدود سے تجاوز نہ کرنے دیں۔ اس کی مثال دیتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ مثلاً آپ کرکٹ کا میچ یا کوئی اور میچ دیکھ رہے ہیں اور نماز کا وقت ہو جائے تو جو لوگ بلاتردد کھیل کو چھوڑ کر مسجد کا رخ کرتے ہیں وہ لوگ ہیں جن کے کنارے محفوظ ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے قرآنی آیات کے حوالہ سے لعب و لھو کے مختلف پہلوؤں کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس ضمن میں ایک اندھیرا یہ ہے کہ دوسرے کے دین کو مذاق کا نشانہ بنایا جائے۔ اگر محض بدتمیزی کے لئے دوسرے کے مذہب پر گستاخی کی زبان دراز کرو گے تو پھر رفتہ رفتہ اپنے دین کو بھی تمسخر کا نشانہ بنانے لگو گے۔ اسی لئے قرآن کریم نے ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنے سے منع فرمایا ہے جو دین کو اور دینی شعائر کو، عبادت کو کھیل تماشا بنا لیتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم نے جہاں ایسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے منع فرمایا وہاں یہ بھی بتایا کہ کن لوگوں کے ساتھ تمہیں اٹھنا بیٹھنا چاہئے۔ اس ضمن میں فرمایا کہ ان لوگوں کے ساتھ اپنا دل لگاؤ اور اس پر صبر کرو جو خدا کو پکارتے ہیں صبح کے وقت بھی اور رات کے وقت بھی اور اس کی رضا کے طلبگار ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہاں اندھیروں سے روشنی کے سفر کا طریقہ بتا دیا گیا ہے کہ ایک سوسائٹی سے دوسری سوسائٹی کی طرف منتقل ہو اور وہ ان لوگوں کی سوسائٹی ہے جن کو اللہ کی رضا کی طلب رہتی ہے اور رضائے باری تعالیٰ میں بے انتہا لذتیں ہیں۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۶ مارچ بروز ہفتہ بعد دوپہر پونے دو بجے یوروپ کے مختصر دورہ پر بذریعہ کار روانہ ہوئے۔ DOVER سے بذریعہ فیری سفر کیا۔ چند روز ہالینڈ میں قیام اور جماعتی مصروفیات کے بعد واپسی پر تھوڑی دیر کے لئے بیلجیم میں قیام فرما ہوئے اور ۲۱ مارچ بروز جمعرات ساڑھے سات بجے شام کے قریب خیریت سے لندن دارالتبلیغ (مسجد فضل لندن) میں واپسی ہوئی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دورہ بہت مفید ثابت ہوا اور ہر دو جماعتوں کی بیداری کا موجب بنا۔

حضور انور کے اس سفر کی وجہ سے ایم۔ٹی۔اے پر "ملاقات" پروگرام میں بعض دنوں میں سابقہ پروگرام نشر مکرر کے طور پر پیش کئے گئے۔

ہفتہ ۱۶ مارچ ۱۹۹۶ء

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے معمول کے مطابق بچوں کی کلاس لی جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد مختلف بچوں نے نظمیں پڑھیں اور مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔

اتوار ۱۷ مارچ ۱۹۹۶ء

حضور ایدہ اللہ کے ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان کے زیر اہتمام ہونے والی ایک مجلس سوال و جواب کا دوسرا حصہ آج کے پروگرام "ملاقات" میں دکھایا گیا۔ یہ مجلس ۳ مارچ ۱۹۹۶ء کو محمود ہال میں منعقد ہوئی تھی۔

سوموار۔ منگل ۱۸ و ۱۹ مارچ ۱۹۹۶ء

ان دو دنوں میں ترجمۃ القرآن کی کلاسز نمبر ۳۰ و ۳۱ دوبارہ دکھائی گئیں۔

بدھ۔ جمعرات ۲۰ و ۲۱ مارچ ۱۹۹۶ء

ان دو دنوں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہومیو پیتھی کی کلاسز نمبر ۲۳ اور ۲۴ دوبارہ دکھائی گئیں۔

جمعہ ۲۲ مارچ ۱۹۹۶ء

معمول کے مطابق آج اردو بولنے والے احباب کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کی مجلس سوال و جواب ہوئی۔ حضور انور نے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔

★ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بعض ایسی دعائیں سکھائی ہیں جو "قل" سے شروع ہوتی ہیں مثلاً آخری دو سورتوں کی دعائیں۔ کیا یہ دعائیں پڑھتے وقت ہر بار "قل" کا پڑھنا بھی ضروری ہے؟

★ یہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ اس سے کیا مراد ہے؟

★ سورۃ کہف آیت ۶۱ میں ایک بزرگ کا واقعہ ہے جس کی غیراحمدی کچھ تفصیل کرتے ہیں جو مجھے عجیب لگتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ فتی سے مراد یوشع بن نون ہے اور مجمع البحرین میں خضر نامی بزرگ رہتے ہیں جو جہاں بیٹھتے ہیں وہاں خشک گھاس سرسبز ہو جاتی ہے۔ یہ تفاصیل وہ کہاں سے لیتے ہیں؟

★ پاسپورٹ اور بعد میں ویزا وغیرہ، امیگریشن کے کنٹرول کے لئے انگریزوں نے رائج کیا ہے اور اب ساری دنیا میں یہ سسٹم رائج ہو چکا ہے۔ کیا اسلام میں بھی اس کا کوئی تصور موجود ہے؟

★ تفسیر کبیر میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے کہ سامری کوئی ایک فرد نہیں تھا بلکہ کاریگروں کا ایک گروہ تھا جس نے بچھڑے کو بنایا تھا۔ حضور سے اس بارہ میں وضاحت کی درخواست ہے؟

★ ایک غیراز جماعت خاتون کی طرف سے موصولہ سوال کہ مرنے کے بعد انسان کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟

★ منکر نکیر کا انسان کے دونوں کاندھوں پر بیٹھنے سے کیا مراد ہے؟

★ نبی اور خلفاء کے منثور اور منظوم کلام میں بعض اوقات آئندہ زمانہ کا نقشہ بیان ہوتا ہے جو بعد میں پورا بھی ہو جاتا ہے۔ کیا یہ مضمون القاء ہوتا ہے یا یہ کہ نبی اور اس کے خلیفہ کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ اللہ تعالیٰ پوری کر دیتا ہے۔

★ کیا غیر مبایعین کی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے؟

★ قرآن مجید میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ باطل کے مقابل پر حق کو ہمیشہ کامیابی اور غلبہ نصیب ہوتا ہے۔ اسلام اور عیسائیت کے تقابلی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخی لحاظ سے اسلام کو عیسائیت کے مقابل پر کبھی بھی مجموعی طور پر غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ اور آج بھی مجموعی رنگ میں یہی کیفیت ہے۔ سوال یہ ہے کہ قرآن مجید نے جس غلبہ کا وعدہ دیا ہے اس سے کیا مراد ہے اور اس کے ظہور کی کیا صورت ہوگی؟

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

ایک بےقرار تمنا

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت مولانا مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جب آپؓ قادیان میں دارالمسیح کے حجرہ میں مقیم تھے کہ باہر دروازے پر کسی نے آواز دی۔ حضور علیہ السلام نے آپؓ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں ان سے دریافت کرو اور یہ کیا کہتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحبؓ ارشاد حضور کی تعمیل میں باہر تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ حضرت محمد احسن صاحب کے ایک رشتہ دار قاضی آل محمد صاحبؓ ہیں۔ حضرت مفتی صاحبؓ نے ان سے پوچھا کہ آپ کیسے تشریف لائے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں تو حضرت صاحب سے خود بات کروں گا۔ آپ کو نہیں بتانا چاہتا۔ حضرت مفتی صاحبؓ نے واپس جاکر حضور علیہ السلام کو ان کا جواب سنایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت کسی اہم کام میں مصروف تھے۔ آپ نے دوبارہ، سہ بارہ حضرت مفتی صاحبؓ کو انکی طرف بھیجا کہ ان سے جاکر کہو کہ جو بات بتانی ہے آپ کو بتادیں میں باہر نہیں آسکتا۔ میرا حرج ہوتا ہے۔ آخر انہوں نے بتایا کہ حضرت محمد احسن صاحب نے انہیں حضور علیہ السلام کے پاس فلاں مناظرہ میں کامیابی کی خوشخبری سنانے کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت مفتی صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ بات جب حضور علیہ السلام کو بتائی تو آپؑ نے فرمایا کہ میں نے سمجھا کہ شاید یہ خبر لائے ہیں کہ یورپ مسلمان ہوگیا ہے۔

روزمرہ کے معمولات میں ہونے والا یہ بظاہر ایک چھوٹا سا واقعہ ہے لیکن اس پر معمولی غور سے بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے قلب صافی میں کس طرح یہ خواہش ہر وقت ایک بےقرار تمنا کی صورت میں موجزن رہتی تھی کہ لوگ مسلمان ہو جائیں اور یورپ بھی مسلمان ہو جائے۔ اس ارشاد مبارک سے آپ کے اس یقین کا بھی پتہ چلتا ہے جو آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل تھا کہ وہ وقت ضرور آئے گا جب یورپ بھی مسلمان ہوگا اور یہ کوئی ایسی بات نہیں جو ناممکنات میں سے ہو۔ آپ یہ پختہ اعتقاد رکھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق وہ وقت ضرور آئے گا جب اسلام کا سورج مغرب سے طلوع کرے گا چنانچہ آپ نے فرمایا:

"اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔
قریب ہے کہ سب ملتیں ھلاک ہونگی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا، نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کردے۔
وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کردے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔"

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ مذکورہ واقعہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی زندگی کا اعلیٰ ترین مقصد کیا تھا۔ عام مناظروں میں کامیابی یا علمی برتری کا حصول آپ کا مقصد نہیں تھا۔ بلکہ آپ کی بعثت کا اصل اور اعلیٰ اور برتر مقصد یہ تھا کہ لوگ سچے خدا کو پہچان کر حقیقی موحد بن جائیں اور کامل طور پر مسلمان ہوجائیں۔ اس سے ان داعیان الی اللہ کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو تبلیغ کے دوران محض اپنے مخالف کو دلائل میں نیچا دکھانے کی کوشش میں رہتے ہیں یا اسے خاموش کرنے یا اپنی برتری کی فکر رکھتے ہیں۔ ہمارا مقصد اسلام کے لئے اور خدائے واحد کے لئے لوگوں کے دل جیتنا ہے۔ محض بحث و مباحثہ یا مناظرہ میں کامیابی کی خبر کوئی خاص وقعت نہیں رکھتی۔ ہاں اگر آپ لوگوں کے دل اسلام کے لئے جیتتے ہیں تو یہ وہ بات ہے جو خدا کے برگزیدہ مسیح کے نزدیک اصل خوشخبری ہے۔ اسی مضمون کی طرف سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات میں توجہ دلاتے ہیں کہ ایسی دعوت الی اللہ کریں جو باثمر ہو اور اگر اس کے نتیجہ میں آپ کو پھل عطا نہیں ہوتے تو فکر کریں کہ آپ کی دعوت الی اللہ میں کہیں کوئی نقص پایا جاتا ہے۔

آج سے کم و بیش سو سال پہلے کے اس واقعہ پر ایک اور پہلو سے غور کریں۔ قادیان کی گمنام بستی میں خدا کا برگزیدہ مسیح یورپ کے مسلمان ہونے کی خوشخبری سننے کا منتظر ہے۔ اس وقت کے حالات میں کون کہہ سکتا تھا کہ کبھی یہ آواز قادیان یا ہندوستان سے باہر نکل کر یورپ تک بھی پہنچے گی۔ لیکن چونکہ یہ آواز خدا سے تائید یافتہ آواز تھی اسلئے باوجود تمام معاندانہ کوششوں اور مخالفتوں کے پیغام مسیح موعود علیہ السلام زمین کے کناروں تک پھیلتا چلا گیا۔ اور تثلیث زدہ یورپ میں بھی توحید کی ہوائیں چلنے لگیں۔ آج سے چند سال قبل تک بھی یہ تصور نہیں کیا جاسکتا تھا کہ یورپ میں ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں بھی لوگ احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہونگے لیکن دنیا بھر کے احمدی جو عالمی بیعت کے روح پرور نظاروں سے آشنا ہیں وہ اس بات پر گواہ ہیں کہ گزشتہ چند سالوں سے ہر سال صرف یورپ میں ہی ہزاروں کی تعداد میں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ بہت ہی مبارک اور خوش نصیب ہیں وہ داعیان الی اللہ جو یورپ کو مسلمان کرنے کے لئے اپنا تن من دھن قربان کر رہے ہیں اور اپنی جان مال وقت اور عزت کی قربانیاں پیش کرتے ہوئے مسیح پاک علیہ السلام کے دل کی اس بےقرار تمنا اور شدید خواہش کو پورا کرنے اور اس گھڑی کو قریب تر لانے میں پورے دل و جان سے مصروف ہیں کہ تمام یورپ مسلمان ہو جائے۔ یہ جہاد یقیناً بہت ہی عظیم اور بہت ہی بابرکت ہے۔ یہ کام سخت محنت، جانفشانی اور متضرعانہ دعاؤں کا متقاضی تو ہے لیکن ناممکن ہرگز نہیں۔ خدا کی نصرت کی ہواؤں کے رخ پر قدم بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اللہ کے فرشتے خود آسمان سے اتر کر مستعد دلوں کو قبول اسلام کے لئے تیار کر رہے ہیں۔

آسماں پر دعوت حق کے لئے اک جوش ہے ۔ ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج ۔ نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع ۔ پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

پس اے مسیح محمدی کے صادق اور وفادار خدام! آؤ ہم اپنے محبوب آقا و امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر قیادت اس وقت موعود کو قریب تر لانے کے لئے اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچا دیں تا ہم اپنی زندگیوں میں حضور علیہ السلام کی اس خواہش کو پورا ہوتا ہوا دیکھیں اور خدا کے فرشتے ہم ادنیٰ غلامان مسیح محمدی کی طرف سے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی روح تک یہ خوشخبری پہنچائیں کہ آپکے دل کی تمنا پوری ہوئی اور یورپ مسلمان ہوگیا ہے۔ خدا کرے کہ وہ وقت جلد آئے اور غلبہ اسلام کی اس آسمانی مہم میں ہمارا بھی مقبول حصہ ہو۔ آمین۔

بقیہ:۔ خلاصہ خطبہ جمعہ

حضور نے قرآنی آیات کے حوالہ سے بتایا کہ ایسا شخص جو دنیا کی پیروی کر رہا ہے وہ دنیا کے دھوکہ میں مبتلا ہے۔ اسے آئندہ کی زندگی کی طرف بڑھنے کا احساس تک نہیں لیکن ایک منزل ضرور آئے گی جب اسے اگلی دنیا دکھائی دینے لگے گی۔ قرآن کریم نصیحت فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں سے دوستی نہ کرو جن کو آخرت کا خیال نہیں اور اس سے غافل ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ وہ لوگ جن کی معبود دنیا ہو جائے انکی تمام تر کوششیں اسی دنیا کے لئے وقف ہو جاتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر اپنی خواہشات کو معبود بنالوگے اور اپنی دنیوی خواہشات پر چھری نہیں پھیروگے تو پھر سوسائٹی میں لوگوں کے گلوں پر چھری پھیرنی پڑے گی۔

حضور نے فرمایا کہ ایسا شخص جس کو اندھیروں نے گھیر رکھا ہو وہاں خدا نور نہیں آئے گا کیونکہ خدا کی عزت و رفعت اور اس کی غیرت برداشت نہیں کرتی کہ جس دل میں اس کی طلب نہ رہے وہاں اپنے نور کو زبردستی داخل کرے۔

بقیہ:۔ مختصرات

★ درود شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا ہے تو کیا آنحضرتؐ بھی نماز میں اپنے لئے یہی دعا کیا کرتے تھے؟

★ کہا جاتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ایسی بیماری تھی جس سے انکے جسم میں کیڑے پڑگئے جو کہ لوگوں میں نفرت کا موجب ہوسکتی ہے۔ کیا نبیوں کو ایسی بیماریاں لاحق ہوسکتی ہیں جو نفرت کا موجب ہوں؟

★ انسان کی یادداشت دماغ سے تعلق رکھتی ہے اور انسان کے دماغ پر روح کا کنٹرول ہوتا ہے۔ جب انسان بوڑھا ہوتا ہے تو اس کی یادداشت کمزور ہونا شروع ہو جاتی ہے حالانکہ روح پر بھی انسان کی ساری زندگی کی چھاپ ہوتی ہے۔ جیسا کہ جب انسان کی روح اگلے جہان میں جاتی ہے تو اس کو دنیا کی اپنی ساری زندگی یاد ہوتی ہے تو پھر اس دنیا میں بڑھاپے میں آکر اس کی یادداشت کیسے اس کا ساتھ نہیں دیتی؟

★ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "و ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم" (ابراہیم:۵) اس سے کیا مراد ہے؟ کیا نبی پر صرف اس زبان میں الہام ہوتا ہے جو اس کی قوم کی زبان ہو؟

★ حضرت علیؓ کو مولود کعبہ کہا گیا ہے۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

★ کیا دوسرے مذاہب کے لوگ جو دنیا میں نیک کام کرتے ہیں، اسلام کے ماننے کے بغیر جنت میں جاسکیں گے؟

★ تشہد اور درود شریف میں اللہ تعالیٰ کے فضل، اس کی رحمت اور برکت کا علیحدہ علیحدہ ذکر ملتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ابتداء میں ثناء کے جو الفاظ پڑھے جاتے ہیں ان میں فضل اور رحمت کا مضمون کس حصہ میں پوشیدہ ہے؟ کیا یہ سب امور حمد میں ہی شامل ہیں؟

★ "و قال رجل مومن من آل فرعون يكتم ايمانه" (سورۃ المومن آیت ۲۹) میں رجل سے کون شخص مراد ہے؟

(ع۔م۔ر)

(چودھویں قسط)

مسیحیت

ایک سفر حقائق سے فسانہ تک

Christianity —— A journey from facts to fiction

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
کی معرکہ آراء انگریزی تصنیف کا اردو ترجمہ

[یہ اردو ترجمہ مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی (سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل حال جرمنی) نے کیا ہے جسے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے - مدیر]

صلیب دئے جانے کے واقعات

جہاں تک مسیح کو صلیب دئے جانے کے واقعات کا تعلق ہے ان کے ضمن میں ایک نکتہ خاص طور پر قابل غور ہے۔ اس نکتہ کا تعلق اس امر سے ہے کہ پیلاطوس نے مسیح کو صلیب دینے کے لئے دن اور وقت کیا مقرر کیا۔ مزید بر آں دن اور وقت مقرر کئے جانے سے قبل بعض ایسی باتیں اور امور مطالعہ میں آتے ہیں جن سے ایک انسان بآسانی یہ سمجھ سکتا ہے کہ ان باتوں اور امور نے اس کے آخری فیصلہ میں اہم کردار ادا کیا ہوگا۔ خود عہدنامہ جدید کی رو سے سب سے پہلی بات تو ہمارے علم میں یہ آتی ہے کہ پیلاطوس کی بیوی ایک خواب کی بناء پر جو اس نے ایک رات قبل ہی دیکھا تھا اس بات کی شدید خلاف تھی کہ اس کا شوہر مسیح کو مجرم گردان کر اس کے خلاف فیصلہ دے۔ وہ اپنے اس خواب کی وجہ سے بہت خوف زدہ تھی۔ اسے پورا یقین تھا کہ مسیح سراسر بے گناہ اور بے قصور ہے۔ اسے اس کے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آیا کہ وہ خواب کے پیغام کو اپنے شوہر تک پہنچانے کے لئے عدالت کی کارروائی میں مداخلت کرے (متی باب ۲۷ آیت ۱۹)۔ غالباً یہ اس کی بیوی کا فوری احتجاج ہی تھا جس کے زیر اثر اس نے (پیلاطوس نے) مسیح کو صلیب دئے جانے کی ذمہ داری سے اپنے آپ کو علی الاعلان بری ظاہر کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ بائبل میں مذکور ہے:

"جب پیلاطوس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا بلکہ الٹا بلوا ہوتا جاتا ہے تو پانی لے کر لوگوں کے روبرو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا میں اس راستباز کے خون سے بری الذمہ ہوں تم جانو"۔ یعنی اس نے کہا اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے" (متی باب ۲۷ آیت ۱۵ تا ۲۴)

پیلاطوس کا ایسا کرنا اس اعتراف کے مترادف تھا کہ مسیح یقیناً بے گناہ ہے اور اسے ایسے بے گناہ کے خلاف جو فیصلہ دینا پڑا ہے وہ یہودیوں کے ناجائز دباؤ میں آکر دینا پڑا ہے۔ عہدنامہ جدید سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ طاقتور یہودی جمعیت نے مسیح کے خلاف گندی ذہنیت اور بری نیت کا آئینہ دار درپردہ ایک محاذ قائم کر رکھا تھا اور وہ اسے بہرحالت سزا دلوانے پر تلے ہوئے تھے۔ اندریں صورت اگر پیلاطوس کوئی ایسا فیصلہ دیتا جو حق و انصاف کے عین مطابق ہونے کے باوجود یہودیوں کی مرضی اور خواہش کے خلاف ہوتا تو امن و امان کے نقطہ نگاہ سے بہت سنگین صورت پیدا ہو سکتی تھی۔ یہ تھی مجبوری جس نے ایک طرح سے پیلاطوس کے ہاتھ باندھ کر رکھ دئے۔ چنانچہ اس کے ہاتھ دھونے سے اس کی یہ مجبوری اظہر من الشمس ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ پیلاطوس نے مسیح کو بچانے کی ایک کوشش اور بھی کی۔ اس نے یہودیوں کے بپھرے ہوئے غضبناک مجمع کے سامنے ایک متبادل تجویز رکھی اور وہ یہ تھی کہ وہ اپنی عید فسح کی وجہ سے یا تو بدنام زمانہ مجرم برابا نامی کی جاں بخشی کرا لیں یا مسیح کو موت کے منہ میں جانے سے بچا لیں (متی باب ۲۷ آیت ۱۵ تا ۱۷)۔ یہ بات ایک کھلا اشارہ مہیا کرتی ہے جس سے یہ امر واضح ہوئے بغیر نہیں رہتا کہ اس وقت پیلاطوس ایک ذہنی خلجان میں مبتلا تھا۔ وہ واضح طور پر مسیح کو سزا دینے کے خلاف تھا۔ یہ تھی اس کی نفسیاتی حالت جس کے تحت اس نے صلیب دئے جانے کے لئے ایک تو جمعہ کا دن مقرر کیا اور لکھا کہ اسے اس روز سہ پہر کے وقت صلیب پر لٹکایا جائے۔ فی الحقیقت جو کچھ وقوع میں آیا اس سے یہ یقین کرنے کے سوا چارہ نہیں رہتا کہ تاریخ اور وقت کی تعین اس نے ایک خاص مقصد کے پیش نظر کی کیونکہ سبت کی رات جمعہ کی سہ پہر سے زیادہ دور نہیں تھی اور قانون کے محافظ کی حیثیت سے وہ اس بات سے اچھی طرح باخبر تھا کہ سورج غروب ہونے کے ساتھ ہی سبت کا دن شروع ہو جاتا ہے اور سبت کا دن شروع ہونے سے پہلے پہلے مسیح کے جسم کو صلیب سے اتارنا لازمی ہوگا اور من و عن ہوا بھی یہی۔ ایک سزا یافتہ مجرم کو عذاب دے دے کر مارنے کے لئے بالعموم تین دن رات کا عرصہ درکار ہوتا تھا۔ یہ طریق اختیار کرنے سے (یعنی جمعہ کا دن اور سہ پہر کا وقت مقرر کرنے کی وجہ سے) صلیب پر لٹکے رہنے کے عرصے کو مسیح کے لئے زیادہ سے زیادہ چند گھنٹوں تک محدود کر دیا گیا۔ ایک انسان حیرت میں پڑے بغیر نہیں رہتا کہ مسیح جیسے صحت مند انسان کی جان لینے کے لئے جسے سخت اخلاقی حدود و قیود کی پابندی اور سادہ طرز معاشرت نے جسمانی طور پر بہت مضبوط بنا دیا تھا چند گھنٹے کب کافی ہو سکتے تھے۔

مسیح کے ساتھ یہ جو کچھ ہوا کیا یہ یونس نبی کے تمثیل نما عقدہ کو حل کرنے کے لئے ایک کنجی یا مفتاح کا کام نہیں دے سکتا؟ اس زمانہ میں موت کی سزا پانے والے کے لئے عام دستور یہ تھا کہ وہ تین دن رات مسلسل صلیب پر لٹکا رہے۔ اس بات سے ایک خیال انسان کے ذہن میں ابھر کر گھنٹی کی آواز کی طرح گونج اٹھتا ہے کہ اس سے تو مسیح اور یونس نبی کے مابین پائی جانے والی مماثلت کی اصل نوعیت ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ یونس نبی کے متعلق فرض یہ کر لیا گیا ہے کہ وہ تین دن رات مچھلی کے جسم کے اندر رہا۔ عین ممکن ہے کہ اسے بھی مسیح کی طرح خدا کی مخفی تدبیر کے بموجب تین دن کی بجائے تین گھنٹے میں چھٹکارا مل گیا ہو۔ پس جو کچھ مسیح پر بیتی یا اس کے ساتھ ہوا اس کی حیثیت ایک آئینہ کی سی ہے جس میں ہم یونس نبی کے واقعہ کو عملاً دہرائے جانے کے رنگ میں منعکس ہوتا دیکھ سکتے ہیں۔

اب ہم مسیح کو صلیب دئے جانے کے دوران پیش آنے والے واقعات کی طرف لوٹتے ہیں۔ یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ مسیح آخری لحہ تک ایک رنگ میں اپنے اس احتجاج پر قائم رہا کہ "ایلی ایلی لما شبقتنی" یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ کتنا گہرا المناک اور کتنا پردرد اظہار ہے اس غلط فہمی کا جس میں مسیح مبتلا تھا۔ مسیح کے اس پردرد اظہار میں کس قدر دقیقہ سنجی اور باریک بینی کے رنگ میں کسی ایسے وعدہ اور یقین دہانی کی طرف اشارہ مضمر ہے جو "باپ خدا" نے کسی وقت "بیٹے" سے کیا ہوگا۔ بصورت دیگر افسوس اور ملال کا یہ اظہار بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ اگر اسے محض اظہار ملال قرار دیا جائے تو اس سے دو باتوں کی نفی لازم آتی ہے۔ اول اس امر کی کہ مسیح نے خود اپنی خواہش اور مرضی سے رضاکارانہ طور پر دوسرے لوگوں کے گناہوں کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھایا۔ دوسرے نفی لازم آتی ہے اس امر کی بھی کہ دکھ اور مصیبت کی اس گھڑی میں اس نے مردانگی اور خوشدلی سے موت کا سامنا کیا۔ اس سارے معاملہ کا جائزہ لیا جائے تو پہلی بات جو ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ جب مسیح نے سزا بھگتنے پر بخوشی آمادگی کا اظہار کر کے اس سزا کے لئے خود اپنے آپ کو پیش کیا تھا تو گہری آہ کے رنگ میں اس کے منہ سے یہ یاس انگیز چیخ کیوں نکلی؟ پھر مزید یہ کہ ایسی صورت میں شکوہ سنجی اور طعنہ زنی کی نوبت کیوں آئی؟ اور پھر اس مصیبت سے چھٹکارے کے لئے دعا ہی کیوں مانگی؟ برضا و رغبت رضاکارانہ طور پر پیش کی جانے والی قربانی کے پیش نظر اس کی تو سرے سے نوبت ہی نہیں آنی چاہئے تھی۔ اور صلیب دئے جانے سے قبل جو کچھ وقوع میں آیا اس کے سیاق و سباق میں بھی دیکھا جائے تو بھی یہ سوال اپنی جگہ قائم رہتا ہے کیونکہ لکھا ہے کہ وہ تمام وقت خدا سے مسلسل یہی دعا مانگتا رہا کہ تلخ پیالہ اس سے ٹل جائے اور یہ کڑوا گھونٹ اسے حلق سے نہ اتارنا پڑے۔

ہم احمدی ہونے کی حیثیت میں اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح ایک مقدس، نیک اور پارسا انسان تھا۔ یہ ناممکن تھا کہ اس کڑے وقت میں مصیبت سے چھٹکارے کے لئے اس نے جو دعا مانگی تھی خدا اسے قبول نہ فرماتا۔ خدا کی طرف سے اسے ضرور بتا دیا گیا ہوگا کہ اس کی دعا قبول کر لی گئی ہے۔ میں اس بات کو قطعاً تسلیم نہیں کرتا کہ آخری سانس مسیح نے صلیب پر لیا اور صلیب پر لٹکی ہوئی حالت میں اس نے جان دی۔ میرے نزدیک اس سارے واقعہ میں جیسا کہ میں سمجھتا ہوں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ اس میں پوری پوری ہم آہنگی اور مکمل مطابقت پائی جاتی ہے۔ مسیح کی مزعومہ موت کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہ تھی کہ موقع پر موجود ایک شخص نے یہ تاثر لیا کہ گویا وہ مر گیا ہے۔ جس شخص نے اس کی طرف دیکھا اور یہ تاثر لیا وہ کوئی معالج یا حکیم نہ تھا اور نہ اسے مسیح کے جسم کا طبی نقطہ نگاہ سے معائنہ کرنے کا موقع ملا۔ ایک شخص جو وہاں کھڑا دیکھ رہا تھا اور جسے یہ فکر اور تشویش لاحق تھی کہ کہیں اس کے محبوب آقا کو موت نہ آ لے اس نے دیکھا کہ مسیح کا سر ایک طرف ڈھلک گیا ہے اور اس کی ٹھوڑی اس کے سینہ پر آ ٹکی ہے تو یک لخت یہ تاسف بھرا کلمہ اس کے منہ سے نکلا "لو دیکھو اس نے جان دے دی" لیکن جیسا کہ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ ہماری معروضات کی حیثیت کسی ایسے مقالہ کی نہیں ہے جس میں ہم اسناد کی رو سے بائبل کے بیان پر جرح کریں اور اس کے اصلی یا موضوع ہونے پر بحث کریں یا اس کی کسی تشریح و توضیح کو موضوع بحث بنائیں۔ ہمارا مقصد تو مسیحی فلاسفی اور عقیدے کا عقل اور منطق کی رو سے صرف تنقیدی جائزہ لینا ہے۔

اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو دونوں صورتوں میں یعنی اس صورت میں بھی کہ مسیح پر بیہوشی طاری ہوئی اور اس صورت میں بھی کہ موت نے اسے آ لیا ایک بات بالکل واضح ہے کہ بنظر ظاہر جو کچھ ہونے والا تھا اس پر مسیح کا دکھ بھرے دل کے ساتھ حیران ہونا اس امر پر دال ہے کہ جو کچھ ہو رہا تھا وہ اس کی توقع کے خلاف تھا۔ اس کے نزدیک تو ماسوا اس کے کچھ اور ہی متوقع تھا۔ اگر وہ برضا و رغبت موت کا ہی متلاشی تھا اور ہر صورت و بہرحال مرنا ہی اس کے مدنظر تھا تو پھر اس نے جس حیرت کا اظہار کیا اس کا سرے سے کوئی جواز بنتا ہی نہیں۔ احمدی مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارے نزدیک اس تمام صورت حال کی تشریح و توضیح ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ اس وقت حیران ہونے کی وجہ یہ تھی کہ واقعہ صلیب سے قبل کی رات اس کی مناجاتوں اور التجاؤں کے نتیجہ میں خدا نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اسے صلیبی موت سے بچایا جائے گا اور وہ اس سے محفوظ رہے گا۔ اس وعدہ کے باوصف خدا کی وراء الوراء تدبیر کچھ اور تھی۔ اس نے صلیب پر لٹکی ہوئی حالت میں مسیح پر بیہوشی طاری ہونے دی تاکہ پہرہ دار جنہیں وہاں خاص طور پر متعین کیا گیا تھا مغالطہ میں پڑ جائیں اور یہ سمجھ بیٹھیں کہ وہ مر گیا ہے اور اس کی نعش کو یوسف آف آرمتیاہ نامی شخص کے حوالے کر دیں کہ وہ اس نعش کو اس کے عزیزوں اور دوستوں تک پہنچا دے۔ اس موقع پر حیرت جو ہمارے مشاہدہ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ جب مسیح کی موت کی خبر پیلاطوس کو پہنچائی گئی تو اس نے بھی مسیح کی طرح ہی تعجب کا اظہار کیا۔ وہ بہت حیران ہو کر بولا کہ ہائیں وہ اتنی جلدی مر گیا

Continental Fashions

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں خواتین کی اپنی دوکان جس پر جدید طرز کے دیدہ زیب ملبوسات، ہر رنگ کے دوپٹے، چوڑیاں، بندیا، پازیب، بچوں کے جدید طرز کے گارمنٹس، فیشن جیولری اور کھلا کپڑا مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

آپ کی تشریف آوری کے منتظر

Continental Fashions
Walther rathenau Str. 6
64521 Gross Gerau
Germany
Tel: 06152-39832

(مرقس باب ۱۵ آیت ۴۴)۔ یہودیہ میں اپنی گورنری کے عرصہ کے دوران اسے مجرموں کو صلیب دئے جانے اور صلیب پر لٹکی ہوئی حالت میں ان کے مرنے کا کافی لمبا تجربہ ہوگا۔ وہ حیرت کا اظہار نہیں کر سکتا تھا جب تک کہ اسے یقین نہ ہوتا کہ چند گھنٹوں کے اندر اندر ہی ایک مصلوب پر موت کا وارد ہونا ایک غیر معمولی بات ہے۔ اس کے باوجود پراسرار حالات کے تحت ہی اسے نعش یوسف آف آرمتیاہ کے سپرد کرنے کی درخواست منظور کرنا پڑی۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ شروع ہی سے اس پر یہ الزام عائد کیا جاتا رہا کہ وہ مسیح کو سزا سے بچانے کی سازش میں شریک تھا۔ الزام اس پر یہ لگایا گیا تھا کہ اپنی بیوی کے اثر میں آ کر اس نے اس بات کا بطور خاص خیال رکھا کہ مسیح کو صلیب پر ایسے وقت میں لٹکایا جائے جو سبت کا دن شروع ہونے کے بہت قریب ہو۔ دوسرے یہ کہ اس نے مسیح کی موت بہت جلد واقع ہونے کی مشکوک اطلاعات ملنے کے باوجود اس کی نعش ورثاء کے حوالہ کرنے کی فوراً منظوری دے دی۔ پیلاطوس کے اس فیصلہ پر یہودیوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ انہوں نے اس کی خدمت میں ایک درخواست گزاری جس میں مسیح کے فی الواقعہ وفات پا جانے کے متعلق شکوک و شبہات کا ذکر کیا گیا تھا (متی باب ۲۷ آیت ۶۳ تا ۶۶)۔

بائبل کے بیان سے ہمیں یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ جب مسیح کا جسم صلیب پر سے اتارا گیا تو عام دستور کے خلاف اس کی ٹانگیں نہیں توڑی گئیں برخلاف اس کے جن دو چوروں کو مسیح کے ساتھ صلیب دی گئی تھی ان کی ٹانگیں توڑ کر باقاعدہ تسلی کی گئی کہ فی الحقیقت ان کی موت واقع ہو گئی تھی اور ان کے زندہ رہنے کا کوئی امکان باقی نہیں رہا تھا (یوحنا باب ۱۹ آیت ۳۱-۳۳)

مزید بر آں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ بائبل کی رو سے جب مسیح کے پہلو میں بھالا گھونپا گیا تو یکدم ہی خون اور پانی تیزی سے بہہ نکلا۔ چنانچہ خود انجیل میں لکھا ہے:

"لیکن جب انہوں نے یسوع کے پاس آ کر دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہ توڑیں مگر ان میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا"

(یوحنا باب ۱۹ آیات ۳۳، ۳۴)

اگر مسیح واقعی مر چکا تھا اور اس کے دل کی دھڑکن مکمل طور پر بند ہو گئی تھی تو خون کی ایسی روانی کہ جس کے نتیجہ میں خون فی الفور فوارے کی طرح بہہ نکلے ممکن ہی نہ ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا تھا کہ منجمد خون اور خون کے خلیے سنبھالنے والا سیال مادہ بہت آہستگی اور سست رفتاری سے رستا ہوا باہر نکلتا۔ لیکن عہد نامہ جدید سے تو یہ تصویر نہیں ابھرتی۔ انجیل تو کہتی ہے کہ خون اور پانی تیزی سے فی الفور باہر ابل پڑے۔ جہاں تک پانی کے نکلنے کا تعلق ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ صلیب پر انتہائی کشیدہ حالت اور تکلیف دہ آزمائش کے ان گھنٹوں کے دوران پلورسی (یعنی ذات الجنب یعنی سینہ کے اعضاء اور پھیپھڑوں کی جھلی میں سوزش کی وجہ سے پانی بھرنے کی بیماری) رونما ہو گئی ہو۔ عین ممکن ہے کہ صلیب پر لٹکے رہنے کے جسمانی دباؤ کی وجہ سے جھلی میں جمع شدہ پانی بھی ساتھ ہی باہر نکل آیا ہو۔ یہ صورت حال عام حالات میں بہت تکلیف دہ اور خطرناک ہوتی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے لئے یہ صورت ایک لحاظ سے مفید ثابت ہوئی کیونکہ جب اس کے پہلو کو بھالے سے چھیدا گیا تو سوجی ہوئی اور پانی سے بھری ہوئی جھلی نے ایک نرم گدی کا کام دیا ہوگا اور اس طرح سینہ کے اعضاء چھیدے جانے سے محفوظ رہے ہونگے۔ خون کی آمیزش والا پانی بڑی تیزی سے اس لئے بہہ نکلا کہ دل صحیح طور پر کام کر رہا تھا۔

مسیح کے اس وقت زندہ ہونے کی ایک شہادت اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ بائبل کے بیان کے مطابق جب مسیح کا جسم یوسف آف آرمتیاہ کے سپرد کیا گیا تو اسے فوراً ایک خفیہ جگہ میں منتقل کر دیا گیا۔ وہ مرقد نما ایک کشادہ جگہ تھی۔ اس کے اندر نہ صرف مسیح کے جسم کو رکھنے کی گنجائش تھی بلکہ اس کے اندر اتنی وافر جگہ اور بھی موجود تھی کہ دو اور آدمی بھی اس کے پاس بیٹھ کر اس کی خبرگیری کر سکتے تھے۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے:

"پس تب شاگرد اپنے گھروں کو واپس چلے گئے لیکن مریم مقبرہ کے باہر کھڑی روتی رہی اور جب روتے روتے مقبرہ کی طرف جھک کر اندر نظر کی تو دو فرشتوں کو سفید پوشاک پہنے ہوئے دیکھا جہاں یسوع کی لاش پڑی تھی"۔

(یوحنا باب ۲۰ آیت ۱۰ تا ۱۲)

بات اتنی ہی نہیں ہے۔ عہد نامہ جدید کی عبارت ہمیں اس امر سے بھی مطلع کرتی ہے کہ ایک مرہم جو پہلے سے تیار کیا ہوا تھا مسیح کے زخموں پر لگایا گیا۔ یہ جسے مسیح کے شاگردوں نے تیار کیا تھا مختلف دواؤں کے ایسے اجزاء پر مشتمل تھا جو زخموں کو مندمل کرنے اور درد کی تکلیف کو دور کرنے کی خاصیت اپنے اندر رکھتے تھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دواؤں کے دو چار نہیں بارہ اجزاء جمع کرنے کی یہ مشقت طلب دوڑ دھوپ آخر کس لئے تھی؟ آخر اس کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی؟ اس وقت جو نسخہ استعمال کیا گیا تھا وہ طب سے متعلق بو علی سینا کی مشہور کتاب "القانون" میں درج ہے۔ (ایسی کتابوں کی فہرست کے لئے ملاحظہ ہو ضمیمہ نمبرا)۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ ایک مردہ جسم کے زخموں پر مرہم لگانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ یہ بات صرف اس صورت میں قابل فہم قرار پا سکتی ہے کہ شاگردوں کے لئے یہ یقین کرنے کی مضبوط وجوہات موجود تھیں کہ مسیح کو صلیب پر سے مردہ حالت میں نہیں بلکہ زندہ حالت میں اتار لیا جائے گا۔ مسیح کے حواریوں میں سے اکیلا یوحنا ہی ایک ایسا حواری ہے جس نے مرہم تیار کرنے اور اسے مسیح کے جسم پر ملنے کے جواز کے رنگ میں کچھ نہ کچھ وضاحت پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سے بھی اس امر کی مزید تائید ہوتی ہے کہ مردہ جسم پر مرہم لگانے کا عمل ایک عجیب و غریب حرکت کے مترادف تھا اور جس کی کوئی توجیہہ ان لوگوں کے سامنے پیش نہیں کی جا سکتی تھی جنہیں یقین تھا کہ جب مرہم لگایا گیا تو مسیح مر چکا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یوحنا حواری کو لوگوں کو مطمئن کرنے کی خاطر وضاحت پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ وضاحت تو کیا کر سکتا تھا اس نے باور یہ کرانے کی کوشش کی ہے کہ یہودیوں میں یہ رسم رائج تھی کہ وہ فوت ہو جانے والوں کے مردہ جسم پر مرہم یا اس قسم کی کوئی اور دوا ملا کرتے تھے۔ یہ بات توجہ طلب ہے اور ہے بھی بہت اہم کہ زمانہ جدید کے تمام سکالرز جنہوں نے اس اس بارہ میں تحقیق کی ہے اس بات پر متفق ہیں کہ یوحنا یہودی النسل نہیں تھا اور اس کی مذکورہ بالا وضاحت سے ہی اس امر کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ یہ بات یقینی طور پر سب کو معلوم ہے کہ یہودیوں یا اسرائیل کی اولاد اور نسل میں یہ طریق ہی رائج نہیں تھا کہ وہ اپنے مرنے والوں کے مردہ جسموں پر مرہم یا سرے سے کوئی اور چیز ملیں۔ جبھی تو محققین کا نظریہ یہ ہے کہ یوحنا حواری لازماً یہودی النسل نہ تھا۔ اگر وہ یہودی النسل ہوتا تو یہودیوں کے رسم و رواج سے اس درجہ نابلد نہ ہوتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ مرہم لگانے کی یقیناً کوئی اور وجہ تھی۔

مرہم فی الاصل لگایا ہی اس لئے گیا تھا تاکہ مسیح کو جو قریب المرگ نظر آتا تھا زندہ حالت میں بچایا جا سکے۔ مرہم لگانے کی وضاحت صرف ایک ہی ہے اور وہ اس حقیقت پر مبنی ہے کہ نہ حواریوں کو یہ توقع تھی کہ مسیح مر جائے گا اور نہ فی الحقیقت صلیب پر اس کی موت واقع ہوئی۔ صلیب پر سے اتارے جانے والے مسیح کے جسم پر زندگی کے مثبت آثار ظاہر ہوئے ہونگے۔ بصورت دیگر ان لوگوں کی طرف سے جنہوں نے مردہ جسم پر مرہم لگایا ایسا لایعنی کام کرنا انتہائی نامعقول، سراسر ناروا اور لغو کام قرار پائے بغیر نہ رہے گا۔ یہ قطعاً ممکن نہیں ہے کہ جنہوں نے پیش بندی کے طور پر پہلے ہی مرہم تیار کر لیا تھا انہوں نے کسی قابل اعتماد اور مضبوط اشارہ کے بغیر ہی ایسا کیا تھا۔ وہ قابل اعتماد اور مضبوط اشارہ یہی ہو سکتا ہے کہ مسیح صلیب پر مرے گا نہیں بلکہ زخمی حالت میں اسے زندہ اتار لیا جائے گا اور اسے اس وقت زخموں کو مندمل کرنے والی بہت ہی موثر اور طاقتور دوا کی ضرورت ہوگی۔

یہ بات بھی ذہن نشین ہونی ضروری ہے کہ جس قبر یا مقبرہ میں مسیح کو رکھا گیا تھا اس کی جائے وقوع کے بارہ میں بہت رازداری سے کام لیا گیا تھا۔ اس کے صرف چند شاگردوں کو ہی اس کا علم تھا۔ رازداری سے کام لینے کی وجہ ظاہر تھی اور وہ یہی تھی کہ وہ ہنوز زندہ تھا اور راز فاش ہونے پر اس کے دوبارہ پکڑ لئے جانے کا خطرہ موجود تھا۔

جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ مقبرہ نما جگہ کے اندر کیا کچھ واقع ہوا اس پر کئی لحاظ سے بحث ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ بات تنقیدی جائزے کے آگے ٹھہر نہیں سکتی اور اسے کسی صورت ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ جو وجود یا شخص خود اپنے پاؤں اور قدموں سے چلتا ہوا اس مقبرہ نما جگہ سے باہر نکلا وہ فی الواقعہ مر گیا تھا اور مر کر پھر جی اٹھا تھا۔ اس بارہ میں ایک ہی شہادت پیش کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ خود عیسائی صاحبان کا اپنا ایمان ہے کہ مسیح جب چلتا ہوا مقبرہ نما جگہ سے باہر آیا تو اسی جسم کے ساتھ باہر آیا جسے صلیب دی گئی تھی اور انہی خراشوں اور زخموں کے ساتھ باہر آیا جو صلیب پر لٹکنے کی وجہ سے لگے تھے۔ خود مسیحیوں کے اپنے ایمان اور عقیدے کی رو سے وہ اسی جسم کے ساتھ باہر آیا تو ازروئے عقل ایک ہی منطقی نتیجہ اس کا نکلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مرا ہی نہ تھا۔

مسیح کے بلا توقف مسلسل زندہ رہنے کی ایک شہادت اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ تین دن اور تین راتوں کے بعد وہ پبلک یا عوام الناس کو تو کہیں نظر نہ آیا اور نظر آیا تو صرف اپنے شاگردوں کو۔ اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو ظاہر ہی ان لوگوں پر کیا جن پر اسے پورا اعتماد تھا کہ وہ اس کے ہنوز زندہ ہونے کا راز فاش نہیں کریں گے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ دن کے اجالے میں باہر نکلنے اور لوگوں کے سامنے آنے سے گریز کرتا ہے اور اپنے قابل اعتماد شاگردوں سے بھی ملتا ہے تو رات کی تاریکی کے سائے میں ملتا ہے۔ بائبل کے بیان سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ راز کو راز ہی رکھنے کی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر وہ خطرہ کے مقام سے دور رہتا تھا اور خطرہ کے مقام سے جلد ہی غائب ہو جاتا تھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایک دفعہ مرنے کے بعد اسے نئی زندگی عطا کر دی گئی تھی اور وہ نئی زندگی تھی بھی دائمی یعنی اس نے پھر کبھی مرنا ہی نہ تھا تو پھر وہ اپنے دشمنوں کی نگاہوں میں آنے سے بچتا کیوں پھرتا تھا یعنی حکومت کی ایجنسیوں اور عوام دونوں سے کترانے اور بچنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اسے تو چاہئے تھا کہ وہ اپنے آپ کو یہودیوں اور سلطنت روما کے نمائندوں کے سامنے ظاہر کرتا اور ان سے کہتا "لو دیکھو! میں اپنی ابدی زندگی کے ساتھ تمہارے سامنے موجود ہوں۔ اگر تم میں ہمت ہے اور چاہتے ہو تو مجھے دوبارہ مار دو، لیکن یہ بھی یاد رہے کہ تم ایسا کرنے پر کبھی قادر نہیں ہو سکو گے" لیکن ہوا کیا ایسا کرنے کی بجائے اس نے چھپے رہنے اور چھپتے پھرنے کو ترجیح دی۔ پھر بات یہ بھی نہ تھی کہ کسی نے اسے یہ تجویز پیش نہ کی یا یہ ترکیب نہ سمجھائی کہ وہ اپنے آپ کو بے دھڑک عوام کے سامنے پیش کر دے۔ بلکہ برخلاف اس کے ہوا یہ کہ باقاعدہ طور پر اس کے سامنے یہ تجویز رکھی گئی کہ اپنے آپ کو دنیا پر ظاہر کر دے اور دنیا کو علی الاعلان بتا دے کہ وہ زندہ موجود ہے۔ لیکن اس نے اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا۔ برخلاف اس کے وہ اپنے آپ کو یہودیہ سے دور سے دور تر کرتا چلا گیا تاکہ کوئی اس کا تعاقب نہ کر سکے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"یہودا (جو اسکریوتی تھا) نے اس سے کہا کہ اے خداوند! یہ کیا بات ہے کہ تو اپنے آپ کو ہم پر تو ظاہر کیا چاہتا ہے مگر دنیا پر نہیں"۔ (یوحنا باب ۱۴ آیت ۲۲)

"اتنے میں وہ اس گاؤں کے نزدیک پہنچ گئے جہاں جانا چاہتے تھے اور اس کے (یعنی مسیح کے) ڈھنگ سے ایسا معلوم ہوا کہ گویا وہ آگے جانا چاہتا ہے۔ انہوں نے اسے یہ کہہ کر مجبور کیا کہ ہمارے ساتھ رہ کیونکہ شام ہوا چاہتی ہے اور دن اب ڈھل گیا ہے پس وہ اندر گیا تاکہ ان کے ساتھ رہے"۔

(لوقا باب ۲۴ آیات ۲۸، ۲۹)

یہ صورت حال تو ایک ایسے فانی انسان کا نقشہ پیش کر رہی ہے جو موت کی پہنچ سے باہر نہیں ہے اور نہ ہی اس امر سے مبرا ہے کہ اسے کوئی جسمانی طور پر گزند پہنچا سکے۔ اس سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ان معنوں میں مرا نہیں تھا کہ وہ (بقول عیسائی صاحبان) اس میں موجود انسانی جزو یا اپنی عام انسانی حیثیت سے مخلصی پا لے بلکہ اس کی فطرت جو کچھ بھی تھی علی حالہ قائم رہی۔ موت سرے سے واقع ہی نہیں ہوئی جو نئی فطرت سے پرانی فطرت کے جدا ہونے کا سوال پیدا ہوتا۔ انسانی تجربہ کی رو سے ہم اس کو زندگی کا تسلسل ہی قرار دیتے ہیں۔ ایک ایسی روح جس کا تعلق اگلے جہان سے ہو یقیناً اس طرح کا رویہ اختیار نہیں کرتی جس طرح کا رویہ مسیح نے رات کی تاریکی میں خفیہ

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آپکی سچی عید تب ہوگی جب آپ غریبوں کی عید کریں گے ان کے دکھوں کو اپنے ساتھ بانٹیں گے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۶ فروری ۱۹۹۶ء مطابق ۱۶ تبلیغ ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

حٰمٓ ② وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ③

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ④ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ⑤

اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ⑥ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑦

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ⑧ (سورۃ الدخان: ۱-۸)

یہ سورہ دخان کی پہلی آٹھ آیات ہیں جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ ان کا تعلق ماہ رمضان میں آنے والی ایک رات سے ہے۔ رمضان کے آغاز میں میں نے جس آیت کی آپ کے سامنے تلاوت کی تھی اس میں سارے رمضان سے متعلق یہ فرمایا گیا تھا کہ "شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدیً للناس و بینات من الهدیٰ والفرقان"۔ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے "انزل فیه القرآن" کہ اس کے بارے میں قرآن اتارا گیا یا اس مہینے میں قرآن اتارا گیا "هدیً للناس" ہدایت ہے لوگوں کے لئے "وبینٰت" اور کھلی کھلی آیات رکھنے والا، روشن نشان رکھنے والا "من الهدیٰ" ایسی کھلی آیات جن کا ہدایت سے تعلق ہے، ایسے روشن نشان جن کا ہدایت سے تعلق ہے "والفرقان" اور ایسے عظیم دلائل رکھتا ہے جن کو فرقان کہا جاتا ہے جو کھرے کھوٹے میں اس طرح تمیز کر دیتی ہیں جیسے دن چڑھ جائے تو اندھیرے اور روشنی میں تمیز ہو جاتی ہے۔ تو "الفرقان" ہر اس غالب اور طاقتور دلیل کو کہتے ہیں جس کے بعد کسی ابہام کا کوئی سوال باقی نہ رہے۔ یہ رمضان کے تعلق میں جو قرآن اتارا گیا، قرآن کی تفصیل ہے کہ قرآن کیا کچھ کرتا ہے۔

یہ آیات جو میں نے آج تلاوت کی ہیں ان میں یہی باتیں جو سارے رمضان کے متعلق فرمائی گئیں ایک رات کے متعلق فرمائی جارہی ہیں گویا رمضان میں ایک رات ایسی آتی ہے جو سارے رمضان کا خلاصہ ہے۔ پس وہ لوگ جو یہ اصرار کرتے ہیں کہ قرآن کریم رمضان ہی میں اتارا گیا ہے اس آیت کو کہاں لے جائیں گے اور اس کا کیا معنیٰ کریں گے کہ "انا انزلنه فی لیلة مبٰركة" ہم نے قرآن کریم کو ایک رات "لیلة مبٰركة" میں اتارا ہے تو لازماً اس کے وسیع تر معنے ہیں۔ اور اسی سے استنباط ہوتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا کہ دراصل اس رات سے مراد محض ایک رات نہیں بلکہ وہ اندھیری راتوں کا دور ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں بےحد گہری ہوچکی تھیں۔ ظلمت نے ڈیرے ڈال دیئے تھے نور کا کوئی نشان باقی نہیں رہا تھا اس رات میں یعنی زمانہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم میں قرآن کریم اتارا گیا۔ تو پھر کسی ایک مہینے کی بات بھی نہیں رہتی اور کسی ایک رات کی بات بھی نہیں رہتی وہ سارا دور ہی لیلة القدر کا ایک عظیم دور بن جاتا ہے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تفسیر پیش فرمائی تو بہت سے علماء نے آپ کے خلاف زبانیں دراز کیں، بہت بےہودہ تبصرے کئے کہ ساری امت تو سمجھتی ہے کہ ایک ہی رات مراد ہے اور آپ نے سارا زمانہ مراد لے لیا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جواب میں انکو سمجھایا کہ تم کیوں قرآن کریم کے بطن کو محدود کرتے ہو۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ایک رات بھی تھی یا اب بھی آتی ہے جس رات میں خدا تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کا خاص نزول ہوتا ہے اس رات کی جستجو کا احادیث میں کثرت سے ذکر ملتا ہے۔ فرمایا میں کب کہتا ہوں کہ کوئی ایسی رات نہیں آتی مگر قرآن کریم خود اس رات کی جو تفاصیل بیان فرما رہا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دراصل زمانہ نبوی ہے اور اعلیٰ درجے کے معنے اس کے یہی ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ایک زمانے کے اندھیروں کو ہمیشہ کی روشنی میں تبدیل کردیا۔ کیونکہ اس زمانے کے بعد جو صبح پھوٹی ہے پھر وہ دائمی صبح ہے۔ یہ معنے جو بہت ہی اعلیٰ ہیں اور قرآن سے ثابت ہیں انکو کیوں چھوڑتے ہو۔

پس یہ جو آیت ہے جب یہ رمضان والی آیت کے ساتھ ملا کر پڑھی جائے تو اس بات کو خوب کھول دیتی ہے کہ باوجود اس کے کہ رمضان والی آیت میں یہ فرمایا گیا تھا کہ اس مہینے میں قرآن اترا ہے اس آیت میں جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے فرمایا "انا انزلنه فی لیلة مبٰركة" گویا اس کو ہم نے ایک ہی رات میں اتارا ہے۔ اب امر واقعہ یہ ہے کہ رمضان ہی میں قرآن نہیں اترا آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے تمام وسیع دور میں قرآن اترا ہے جو تئیس سال تک پھیلا ہوا ہے اور مسلسل اترتا رہا ہے۔ اسی لئے مفسرین کو مشکل پیش آئی اور انہوں نے یہ ترجمہ کیا کہ مراد یہ ہے کہ قرآن کریم اترنا شروع ہوا ہوگا۔ پھر یہ بھی اس کا معنیٰ لیا گیا کہ ہوسکتا ہے قرآن کریم کا جو دور ہوا کرتا تھا وہ ایک رات میں یا ایک مہینے میں مکمل ہوتا ہو۔ مگر اب تو قرآن فرما رہا ہے کہ ایک ہی رات میں اتارا گیا اور پھر دور سارے قرآن کا ہر سال کیسے مکمل ہوسکتا تھا جب کہ قرآن ابھی پورا اترا ہی نہیں تھا۔ قرآن کریم تو تئیس سال میں پھیلا ہوا ہے، تئیس سال تک اترتا رہا ہے۔ اس سے پہلے جتنے رمضان آئے تھے ان کے متعلق لفظاً یہ کہا جا ہی نہیں سکتا کہ "انزل فیه القرآن" خواہ اس کی دہرائی ہوچکی ہو، اس کی دہرائی وہاں تک ہوتی تھی جہاں تک قرآن اتر چکا تھا۔

پس درحقیقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو عظیم معانی اس آیت کے سمجھے اور ہمارے سامنے پیش فرمائے اس نے بہت سے تفسیری اندھیروں کو دور کیا اور یہ معنے بھی ایک قسم کی لیلة القدر کا منظر پیش کرتے ہیں جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کا نزول ہوا اور اندھیرے روشنیوں میں تبدیل کئے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفاسیر کے مقابل پر باقی پرانی باتیں تو واقعۃً یوں لگتا ہے جیسے روشنی کے پیچھے اندھیرا ہو۔ عظیم الشان تفاسیر ہیں جو نور کے سوتے پھوٹتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ پس اس تعلق میں آج آپ کے سامنے کچھ باتیں رکھنا چاہتا ہوں۔ مگر سب سے پہلے جمعة الوداع کی بات کرتے ہیں کیونکہ اکثر لوگ تو جمعة الوداع ہی کا انتظار کرنے میں سال گزارتے ہیں اور مہینہ پھر گزارتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جمعة الوداع ہی ہے جس کے بارے میں قرآن اتارا گیا اور نہ قرآن میں جمعة الوداع کا ذکر ملتا ہے نہ احادیث میں ملتا ہے کہ اس دن کوئی خاص برکتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتی ہوں۔ سلامتی اور برکتیں یہ دو لفظ ہیں دونوں کا تعلق لیلة القدر سے ہے۔

اور جمعة الوداع کے تعلق میں کہ اس جمعے کا خیال کرو اس جمعے کا انتظار کرو، اس دن جو کچھ مانگنا ہے مانگ لو آخری جمعہ ہوگا اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ ساری امت محمدیہ میں، صلی اللہ علیہ وسلم، یہ بات رواج پاچکی ہے اور بڑے اہتمام کے ساتھ وہ لوگ بھی جنہوں نے سارا سال نماز نہ پڑھی ہو وہ جمعة الوداع کے دن اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ مسجدیں بھر کر اچھل پڑتی ہیں یعنی وہاں سے نمازی چھلک کر باہر نکل آتے ہیں، گلیوں میں تمبو تان لئے جاتے ہیں، بازار بند ہو جاتے ہیں اور ہر طرف ایک عظیم منظر دکھائی دیتا ہے عبادت کرنے والوں کا جو دیکھنے میں بہت اثر ڈالتا ہے۔ لیکن جو دردناک پہلو ہے وہ یہ ہے کہ کہتے تو ہیں کہ خدا کی عبادت کے لئے ہم اکٹھے ہوئے ہیں اور خاص برکتیں حاصل کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں مگر جمعة

الوداع کو اس طرح وداع کہتے ہیں کہ جمعوں کو ہی وداع کہہ جاتے ہیں اور جمعوں سے بھی چھٹی، نمازوں سے بھی چھٹی اور اگلے جمعے جاکر دیکھیں تو بازار ہی خالی نہیں مسجدیں بھی خالی ہوچکی ہوتی ہیں۔ اور حیرت ہوتی ہے وہ لوگ آئے کہاں سے تھے؟ گئے کہاں؟ جو شمع کا پروانہ ہونے کے دعوے دار تھے۔ پروانے تو ہر رات میں جب شمع جلتی ہے پھر بھی آجاتے ہیں۔ ان کا عشق تو اس سے ثابت ہے کہ وہ اپنی جان نچھاور کردیتے ہیں۔ جل جاتے ہیں مگر ان کی محبت کی شمع نہیں جلتی۔ وہ ہمیشہ روشن رہی ہے ہمیشہ روشن رہے گی۔ تو یہ کیسی محبت ہے رمضان سے اور جمعة الوداع سے کہ آئے اور پھر اس طرح چلے گئے جیسے کبھی کوئی تعلق ہی قائم نہیں ہوا تھا۔ پس یہ ایک جذباتی بات ہے دیکھنے میں بہت ہی اثر پذیر منظر ہے کہ دیکھو کتنا عظیم جمعہ آیا ہے سارے بازار بھر گئے گلیاں بھر گئیں لیکن بعد کے آنے والے جمعہ کا بھی تو خیال کرو جب مسجدیں بھی خالی ہوچکی ہوں گی۔ وہی چند نمازی جو پہلے آیا کرتے تھے وہی آئیں گے شاید ان میں بھی کمی آجائے کیونکہ وہ سمجھیں گے کہ ایک مہینہ خوب محنت کی ہے اب چند جمعے آرام بھی تو کرلیں۔ قرآن کریم جو منظر پیش کرتا ہے اس کے پیش نظر جیسا کہ میں نے بیان کیا اول تو جمعہ کا ذکر نہیں ہے۔ ذکر ہے تو رات کا ہے یا ذکر ہے تو سارے رمضان کا ہے۔ اور سارے رمضان میں قرآن کریم جو خصوصیت سے اتارا گیا اس کا وہ معنیٰ بھی درست ہے جو عموماً مفسرین کرتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے فرمایا کہ میں اس کی تردید نہیں کرتا وہ بھی ایک حد تک چسپاں ہوتا ہے۔ مگر عظیم تر معنیٰ جو ہے اس کو کیوں چھوڑتے ہو۔ رمضان کے مہینے میں قرآن کریم جستہ جستہ اتارا گیا ہے اور جتنا بھی اتارا گیا ہے اس کی دہرائی بھی ہوتی رہی۔ جبرائیلؑ خصوصیت کے ساتھ نازل ہوتے رہے۔ مگر جو بنیادی اور مرکزی معنیٰ ہے وہ یہی ہے کہ قرآن کریم رمضان کے مہینوں میں جو برکتیں ہیں جس میں تمام عبادتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں ان کے متعلق اتارا گیا ہے یہ سمجھانے کے لئے کہ اس مہینے کی برکتیں ایسی ہیں جن کو حاصل کرو ورنہ قرآن کے فیض سے محروم رہ جاؤ گے۔ اگر قرآن اس مہینے کی برکتوں کے متعلق اتارا گیا ہے تو پھر ان برکتوں سے جب محروم ہوگے تو پھر قرآن کے فیض سے محروم رہو گے۔

محض لیلة القدر کی تلاش کافی نہیں ہے جب تک قرآن کریم سے ایک دائمی، مستقل تعلق قائم نہ ہو اور قرآن کریم کے مضامین پر غور نہ کرو۔

مگر اس آیت میں جو بات پیش کی گئی ہے اس میں ایک اور بہت ہی عظیم اشارہ بھی ملتا ہے۔ فرمایا "انا انزلناہ فی لیلة مبٰرکة انا کنا منذرین" کہ دیکھو ہم نے اس قرآن کو لیلة مبارکه کے متعلق اتارا ہے یا ایک لیله مبارکه میں اتارا ہے۔ اور یہ جو برکت ہے اس کے ساتھ انذار بھی داخل ہے۔ "انا کنا منذرین" یاد رکھنا یہ برکتوں والی رات ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے یا جس کے متعلق اتارا گیا ہے مگر ہم متنبہ کرتے ہیں کہ بہت ہی انذار کا پہلو بھی داخل ہے اس برکت کی خوش خبری کے ساتھ۔ اور وہ یہ ہے "فیھا یفرق کل امر حکیم" یہ وہ رات ہے جس میں تمام حکمت کی باتوں میں فرق کر کرکے دکھایا جائے گا اور کھول کھول کر پیش کی جائیں گی۔ "امراً من عندنا" ہماری طرف سے یہ ایک فیصلہ شدہ تقدیر ہے۔ "انا کنا مرسلین" یقیناً ہم ہی ہیں جو ہمیشہ مرسلوں کو بھیجا کرتے ہیں "رحمةً من ربک" یہ تیرے رب کی طرف سے رحمت ہے "انه ھوالسمیع العلیم" یقیناً وہ بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے "رب السمٰوت والارض وما بینھما" وہ آسمانوں کا رب بھی ہے اور زمین کا بھی اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے "ان کنتم موقنین" کاش تم ایمان لے آتے، تم ایمان لانے والے کیوں نہیں بنتے۔

یہاں جو "انا کنا مرسلین" ہے اس آیت کے اس ٹکڑے نے دراصل وہی بات پیش فرمائی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے لیلة القدر کے تعلق میں بیان فرمائی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام فرماتے ہیں کہ لیلة القدر کا تم زمانہ اتنا محدود کرتے ہو کہ رمضان کی ایک رات ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ زمانہ نہ صرف یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تمام زمانہ ہے بلکہ ہر نبی کا زمانہ لیلة القدر ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ لیلة القدر ہی ہے جس میں نبوت کا ظہور ہوتا ہے۔ لیلة القدر ہی ہے جس کو روشنی میں تبدیل کرنے کے لئے آسمان سے نور اترتا ہے۔ فرمایا لیلة القدر ہی میں تمام انبیاء بھیجے جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ جو آیت ہے یہ اس بات کو کھول رہی ہے "امراً من عندنا" ہماری طرف سے ایک تقدیر ہے "انا کنا مرسلین" کہ ہم ہمیشہ مرسل بھیجا کرتے ہیں اور جو مرسل بھیجتے ہیں ان کا اسی "لیلة مبارکة" سے تعلق ہے۔ اور جو مرسل بھیجے جاتے ہیں جن کا فرمایا "مرسلین" ان کے متعلق یاد رکھیں کہ وہ نذیر بھی ہیں اور بشیر بھی ہیں۔ ڈرانے والے بھی ہیں اور خوشخبریاں دینے والے بھی ہیں۔ پس مبارک لفظ کے ساتھ منذر کہہ دینا صاف بتاتا ہے کہ یہ دو پہلو ہیں جن کا اس رات سے تعلق ہے۔

اور ایک اور پہلو جو اس آیت سے نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ فرمایا قرآن کریم اس رات کے متعلق اتارا گیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس رات کے تمام مضامین قرآن کریم میں موجود ہیں۔ یہ ایک بہت اہم پہلو ہے رات تو آکے گزر جاتی ہے قرآن تو نہیں گذر جاتا، قرآن تو ہمیشہ ہمارے سامنے رہتا ہے۔ پس یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ تم ایک رات میں برکتیں ڈھونڈ نہیں سکتے جب تک ان برکتوں سے دائمی تعلق نہ قائم کرلو جو تمام تر قرآن میں موجود ہیں۔ اس لئے ایک رات اٹھ کر شور مچادو اور یہ سمجھو کہ تم نے جو کچھ مانگنا تھا سب کچھ مل گیا اور اب مزید تمہیں کوئی حاجت نہیں رہی اگلے سال پھر مانگنے آجاؤ گے یہ ایک بالکل غلط تصور ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ قرآن کریم میں جو باتیں ہیں وہ ساری اس رات کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ گویا اس رات کے ساتھ جتنی برکتیں ہیں وہ قرآن میں موجود ہیں۔ رات گزر جائے گی مگر قرآن تو تمہارا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔ اگر اس سے دائمی تعلق رکھتے ہو تو رات کی برکتیں بھی ملیں گی۔ اگر اس سے تعلق نہیں ہے تو رات کی برکتوں سے بھی محروم رہو گے۔ کیونکہ یہاں قرآن کو لیلة القدر سے کاٹا جا ہی نہیں سکتا۔ نہ قرآن کریم کو رمضان مبارک سے کاٹا جاسکتا ہے، نہ قرآن کریم کو لیلة القدر سے کاٹا جا سکتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ قرآن سے تم کاٹے جاؤ اور رمضان نصیب ہو جائے۔ اس لئے محض لیلة القدر کی تلاش کافی نہیں ہے جب تک قرآن کریم سے ایک دائمی مستقل تعلق قائم نہ ہو اور قرآن کریم کے مضامین پر غور نہ کرو۔

ایک اور بات اس میں جو قابل توجہ ہے "فیھا یفرق کل امر حکیم" اس رات میں ہر اہم اور حکمت والے معاملے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ وہ فیصلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تقدیروں کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ ایک تو ایسے معاملات ہیں جن کا تعلق زمانے کی تقدیر سے ہے۔ اور ہر زمانے میں ایک لیلة القدر جب آتی ہے یعنی وہ دور جس میں خدا تعالیٰ مرسل بھیجتا ہے، وہ دور جس میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر بشیر اور نذیر بنا کر اپنے نمائندے بھیجا کرتا ہے اس دور میں تقدیروں کے فیصلے ہوتے ہیں۔ قوموں کی تقدیریں بنائی جاتی ہیں اور جو بدنصیب ہوں ان کی بگڑی ہوئی تقدیر کے فیصلے کھول دیئے جاتے ہیں۔ لیکن ایک اور بات بھی اس میں ہے وہ ہے انفرادی فیصلے۔ ہر انسان کی تقدیر کا فیصلہ اس رات میں کیا جاتا ہے۔ اور یہ وہ ایسا فیصلہ ہے جس کا آپ کو علم ہوسکتا ہے۔ وہ جو عظیم فیصلے ہیں ان کے متعلق تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں پتہ نہیں وہ کیا فیصلے ہوئے ہیں۔ کون سی قومیں بچیں گی، کون سی زندہ رکھی جائیں گی اور باقی رکھی جائیں گی۔ کون سی قوموں کی صف لپیٹ دی جائے گی اور وہ ہمیشہ کے لئے ماضی میں دفن ہو جائیں گی۔ یہ سب اہم فیصلے ہیں جو ہوتے ہیں اور ہوتے چلے آئے ہیں۔ مگر ہر ذات سے بھی تو کچھ فیصلے متعلق ہوا کرتے ہیں۔ ہر فرد بشر سے بھی تو کچھ فیصلے متعلق ہوتے ہیں۔ وہ بھی اسی رات میں کئے جاتے ہیں اور ان کا علم ہر انسان کو ہوسکتا ہے اور ہونا چاہئے۔ کیونکہ جب وہ خدا کے حضور پیش ہوتا ہے تو اس کے متعلق کیا فیصلے ہوئے ہیں اس کا اس کو پتہ نہ لگے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اور پہچان کیا ہے کس طرح پتہ چلے گا کہ اس کے متعلق اچھے فیصلے ہوئے ہیں، برکتوں والے فیصلے ہوئے ہیں، انذار والے فیصلے نہیں ہوئے۔ وہ اس طرح پتہ چلتا ہے کہ انسان جب لیلة القدر کی تلاش میں راتیں گزارتا ہے تو کچھ اسے خود فیصلے کرنے پڑتے ہیں جن فیصلوں کی اس کو توفیق ملے۔ جو نیکی پر قائم ہونے کے فیصلے ہیں اور گناہوں کو چھوڑنے کے فیصلے ہیں وہی فیصلے ہیں جو آسمان پر اس کے متعلق ہوتے ہیں اور خدا ان کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ پس اگر آپ اپنے دل میں کوئی ایسے فیصلے نہ کریں جو آپ کو ایک نئی زندگی عطا کرنے والے فیصلے ہوں، جزوی طور پر بھی آپ کو یہ توفیق نہ ملے کہ بعض بدیوں کو ہمیشہ کے لئے ترک کرنے کا ایک عزم کرلیں اور فیصلہ کریں کہ ہم کبھی اب اس بدی کے قریب تک نہیں پھٹکیں گے اور بعض نیکیاں اختیار کرنے کا فیصلہ کرلیں اور

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Ring Heidi & Sue on **: 0181-265-6000**

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TELEPHONE

0181-478 6464 : 0181-553 3611

کہیں کہ ہم فیصلہ کرتے ہیں کہ آئندہ ہمیشہ اس نیکی کو مقدم رکھیں گے تو یقین جانیں کہ وہی فیصلے ہیں جو لیلۃ القدر میں آپ کی ذات کے متعلق آسمان سے ہوں گے کیونکہ یہ قبولیت کی رات ہے۔

ہر زمانے میں ایک لیلۃ القدر جب آتی ہے یعنی وہ دور جس میں خدا تعالیٰ مرسل بھیجتا ہے، وہ دور جس میں خدا تعالیٰ غیرمعمولی طور پر بشیر اور نذیر بناکر اپنے نمائندے بھیجا کرتا ہے اس دور میں تقدیروں کے فیصلے ہوتے ہیں۔

ہر نیکی میں آسمان سے مددگار اترتے ہیں "من کل امر سلٰم" ہر بات میں سلامتی ہوتی ہے۔ مگر انسان کی اپنی تقدیر کے فیصلے کا اس کی اپنی ذات کے ریزولیوشن سے، اس کے اپنی ذات میں کئے ہوئے عہدوں سے ایک گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم" اب فیصلہ تو اللہ نے کیا ہے اور یہاں بھی یہی فرمایا گیا ہے "یفرق" فیصلے کئے جائیں گے "کل امر حکیم" ہر فیصلہ جو کیا جائے گا وہ امر حکیم ہوگا یعنی حکمت کے ساتھ فیصلے ہوں گے۔ یونہی اندھا دھند فیصلے نہیں ہیں کہ جس طرح بعض دفعہ بڑے لوگ بیٹھ جاتے ہیں کہ چلو جی یہ اس کو دے دو اور فلاں اس کو دیدو ان کو پتہ ہی کچھ نہیں ہوتا کہ جس کے حق میں فیصلے کر رہے ہیں وہ اس لائق بھی ہے کہ نہیں۔ تو قرآن کریم فرما رہا ہے کہ اللہ اس رات جو فیصلے کرتا ہے وہ تمام فیصلے حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور انسانی فیصلوں کا جہاں تک تعلق ہے وہ پہلے ہوتے ہیں ان کے مطابق پھر ان کی سچائی پر نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ آسمان سے ایک فیصلہ صادر فرماتا ہے۔

اس کی تائید میں یہ دلیل ہے کہ "ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم" اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت بدلتا نہیں جب تک پہلے وہ خود اپنی حالت نہ بدل لے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر اس نے اپنی حالت بدل لی ہے تو اللہ پھر کیسے بدلے گا۔ وہ تو بدلی گئی، تبدیل ہوگئی، غور کی بات ہے۔ "ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم" جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں خدا ان کی حالت نہیں بدلتا مگر یہ جو ترجمہ ہے یہ درست نہیں ہے۔ ترجمہ ہے "ما بانفسھم" جب تک وہ اپنے دل کی اندرونی نیتوں کو تبدیل نہ کریں، وہ اپنے دلوں میں کچھ فیصلے نہ کریں، اس وقت تک ان کی حالت تبدیل نہیں ہوسکتی۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ انسان خواہ کیسے ہی اچھے فیصلے کرے محض اپنے فیصلوں سے توفیق نہیں پاسکتا کہ ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل کرلے جنکی خاطر فیصلے کئے ہیں۔ فیصلوں کے پورا ہونے کی توفیق آسمان سے اترتی ہے۔ پس "انفسھم" نے ہمیں بتایا کہ دراصل قوم اپنی حالت تبدیل نہیں کیا کرتی حالت تبدیل کرنے کے ارادے باندھا کرتی ہے، حالت تبدیل کرنے کی تمنائیں دلوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور چونکہ اخلاص کے ساتھ ایسا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جب جان لیتا ہے کہ واقعۃً ان کے دلوں میں پاک ارادے ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ بدیوں سے چھٹکارا حاصل کرلیں چاہتے ہیں کہ بدیوں سے رہائی حاصل کرکے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی آزادی کے دور میں داخل ہو جائیں تب آسمان سے تقدیر اترتی ہے۔ یہ ہے "یفرق کل امر حکیم" ہر بات کا فیصلہ ہوتا ہے مگر فیصلہ حکمت والا ہوتا ہے حکمت سے عاری نہیں ہوتا۔

پس اب سوال یہ ہے کہ یہ جو راتیں لیلۃ القدر کی راتیں کہلاتی ہیں، جمع کا صیغہ میں اس لئے استعمال کر رہا ہوں کہ کوئی پتہ نہیں کہ کون سی رات وہ رات ہے، ان راتوں میں ہمارے حق میں، انفرادی طور پر ہم سب کے حق میں کون کون سے فیصلے ہوں گے۔ اگر بغیر فیصلوں کے گزر گئے تو جیسے تھے ویسے ہی رہے اور بڑی محرومی ہے کہ کسی عظیم دربار میں آپ پہنچیں اور اپنے خالی دامن کو پیش کرکے اس سے کچھ مانگیں اور کچھ بھی نہ ملے۔ ساری رات چلاتے رہیں مگر کشکول خالی کا خالی رہے اور اس میں کچھ بھی نہ اترے۔ جو اترنا ہے اس کے لئے یہ شرطیں ہیں جو میں آپ کے سامنے قرآن کے حوالے سے رکھ رہا ہوں کہ آپ کو اس رات میں درحقیقت کچھ فیصلے کرنے چاہئیں۔ کیونکہ اس کی برکتیں بارش کی طرح خود بخود نہیں اترتیں۔ ان برکتوں کے مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے اللہ فرماتا ہے کہ ان برکتوں کا تعلق کچھ فیصلوں سے ہے اور وہ تقدیر خیر و شر کے فیصلے ہیں۔ ان فیصلوں کا تعلق تمہاری اپنی ذات سے ہے۔ تم اگر اپنے نفوس میں پاک تبدیلیاں لے کر اس رات حاضر ہوگے تو یاد رکھو کہ تمہارے حق میں آسمان سے ویسی ہی تقدیریں جاری کی جائیں گی۔ اگر تم خالی خولی لفظوں کے تحفے لے کر آؤ گے تو خالم خولی لفظ تمہارے اوپر لوٹا دیئے جائیں گے، جیسے خالی وہ گئے تھے خدا کے حضور، ویسے ہی خالی اتر آئیں گے۔

تو دراصل لیلۃ القدر ہے جس کا مضمون رمضان میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ پس جہاں تک زمانے کا تعلق ہے میں پچھلی دفعہ، پچھلے رمضان میں اس پر روشنی ڈال چکا ہوں۔ اب میں انفرادی پہلو کو نمایاں کرکے آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زمانہ خیر و شر کی بات کی ہے پورے زمانہ نبوی کو ایک لیلۃ القدر قرار دیا ہے وہاں یہ بھی فرمایا کہ ایک رات واقعۃً بھی ایسی آتی ہے جو ساری زندگی سنوار دیتی ہے یا اگر محرومی ہو تو ساری زندگی کی محرومیاں چھوڑ کے چلی جاتی ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ "خیر من الف شھر" وہ رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ہزار مہینے تقریباً اسی (۸۰) سال بنتے ہیں۔ انسان کی عمر بھی اسی (۸۰) سال کے لگ بھگ شمار کی جاتی ہے۔ یعنی غریب قوموں میں تو اگرچہ زندگی کی اوسط کم ہوگئی ہے مگر احقاب کا لفظ جو عربی میں آتا ہے وہ اسی (۸۰) سال کا ہی ہے اور قرآن کریم نے بھی ایک صحتمند آدمی کی اوسط عمر اسی (۸۰) سال ہی مقرر فرمائی ہے۔ "خیر من الف شھر" سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسی (۸۰) سال سے اوپر کچھ مہینے۔ تو اب یہ دیکھ لیجئے کہ ایک رات ایسی آتی ہے جو ساری زندگی کی راتوں سے، ساری زندگی کے دنوں سے، ہر ہر لمحے سے برکتوں میں بڑھ جاتی ہے اور بڑی فضیلت والی رات ہے جو ساری زندگی پر بھاری ہے۔ ایک طرف یہ رات اور دوسری طرف باقی ساری راتیں، سارے دن، تمام لمحات، جن کو وہ راتیں اور دن سمیٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس رات کی تلاش بھی ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہاں اسی (۸۰) مہینوں والی رات سے مراد واقعۃً ایک ایسی رات ہے جو قبولیت کی رات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس رات کا تعلق بخشش سے باندھا ہے۔ اور سب سے بڑی برکت یہ بیان فرمائی ہے کہ پچھلے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور اس بخشش کا تعلق سچی توبہ سے ہے۔ پس وہ رات جو توبہ کی رات ہے وہ نصیب ہو جائے یہ مراد ہے۔ ایسی رات جس میں انسان اپنے ماضی پر نگاہ ڈال کر اپنی کمزوریوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھے اور ایک ایک کرکے ان کو رد کرتا چلا جائے اور ایک ایک کے تعلق میں خدا تعالیٰ کی پناہ میں آجائے اور ان سے دور ہٹنے کا فیصلہ کرلے۔ یہ جو اپنی زندگی کا تفصیلی جائزہ ہے یہ وہ جائزہ ہے جو اس رات کو آپ کے لئے برکتوں سے بھر سکتا ہے۔ ورنہ چند باتیں آپ مانگ کر آجائیں کہ ہمیں دولت مل جائے، زمین مل جائے، مقدموں کے فیصلے ہوجائیں، اولاد نہیں ہورہی اولاد عطا ہو جائے تو اس سے ان دعاؤں کے قبول ہونے یا نہ ہونے سے آپ کی زندگی کی برکتوں کا اصل میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ زندگی کی برکتیں اس فیصلے سے تعلق رکھتی ہیں کہ تم خدا کے ہو گئے ہو۔ اس فیصلے سے تعلق رکھتی ہیں کہ اب یہ برکتیں زندگی بھر تمہیں کبھی نہیں چھوڑیں گی اور ہمیشہ کے لئے تمہارے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔ وہ پاک تبدیلی کیا ہے "ھی حتی مطلع الفجر" کہ تمہارے اندر سے ایک صبح پھوٹ پڑے گی اور جب صبح پھوٹ پڑی تو رات کے سارے اندھیرے ماضی بن گئے وہ خوابوں کی باتیں ہوگئیں۔ اور صبح جب پھوٹتی ہے تو پھر اندھیروں کا کوئی حصہ باقی نہیں رہتا وہ زمانہ گزر جاتا ہے۔ پس اسی لئے میں نے کہا کہ دائمی ہے یہ۔ فرشتے اترتے ہیں اور جب اندھیری رات صبح میں تبدیل ہو جاتی ہے پھر ہمیشہ انسان اسی نور میں رہتا ہے، اسی نور میں زندگی بسر کرتے ہوئے اپنے خدا کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ اس پہلو سے اس رات کی تلاش کرنی چاہئے جو انفرادی رات ہے۔

اس تعلق میں احادیث کا مطالعہ کریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ خصوصیت سے اس رات کی تلاش آخری دس راتوں میں کیا کرتے تھے اور بہت ہی غیر معمولی انہماک سے نیکیاں بڑھا دیا کرتے تھے۔ جب پہلی دفعہ میں نے اس حدیث کو پڑھا تو مجھے بڑا تعجب ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی میں جو لمحہ لمحہ خدا کے لئے وقف تھا نیکیاں بڑھانے کی گنجائش کہاں تھی کیونکہ وہ حد استطاعت تک پہنچی ہوئی تھیں۔ مگر پھر مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ ہر لمحے کے اندر بھی اپنی ایک شان ہوا کرتی ہے اور روح پگھل کر ہر لمحے کو ایک نئی شان بھی عطا کر سکتی ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان معنوں میں تو نیکیاں نہیں بڑھا سکتے تھے کہ بعض لمحے جو نیکیوں سے عاری تھے، خالی تھے ان میں بھی نیکیاں بھردیں کیونکہ آپؐ کا تو لمحہ لمحہ مجسم نیکی تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کی عبادت میں، اس کے حضور گریہ و زاری میں ایک ایک لمحے کو ایک نیا نور عطا کرنے کے لئے آپؐ جو محنت فرمایا کرتے تھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی کمر کس لیا کرتے تھے اور راتوں کو خود بھی جاگتے تھے اور گھر والوں کو

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
SKY
MTV AHMADIYYA
TV ASIA

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TEL: 01276-20916 FAX: 01276-678 740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

بھی جگاتے تھے کہتے اٹھو اٹھو یہ سونے کے دن نہیں ہیں جاگو تاکہ تمہاری زندگی دن میں تبدیل ہو جائے۔ یہ بخاری کتاب الصیام سے حدیث لی گئی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ایک دفعہ پوچھا کہ یا رسول اللہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو اس میں کیا دعا مانگوں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا تم یوں دعا کرنا "اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی" کہ اے میرے اللہ تو بہت بخشش کرنے والا ہے۔ "تحب العفو" تو تو بخشش سے محبت کرتا ہے "فاعف عنی" پس مجھ سے بھی بخشش کا سلوک فرما۔ اب یہ دیکھنے کی بات ہے بڑی اہم بات ہے کہ کوئی مثبت چیز مانگنے کی نصیحت نہیں فرمائی گئی۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک منفی دائرے کی دعا ہے کہ جو پہلے گناہ تھے وہ مٹ جائیں اور پہلے گناہوں سے خدا تعالیٰ ہمیں بخشش عطا فرمائے لیکن یہ نہیں فرمایا کہ اس کے بعد اور کیا مانگو۔ امر واقعہ یہ ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے لیلۃ القدر کا مضمون ہی اس بات سے تعلق رکھتا ہے کہ اگر بخشش ہوئی تو صبح ہوگئی اور جو صبح ہے وہ پھر ایک مثبت دائمی رہنے والی حالت کا نام ہے جو پھر کبھی رات میں تبدیل نہیں ہوگی یعنی انسان کی باقی تمام زندگی اس صبح کی حالت میں کٹے گی۔ تو استغفار کا مضمون سکھایا ہے۔

لیلۃ القدر کی مقبولیت کے نتیجہ میں آپکی زندگی میں ایسا انقلاب برپا ہوسکتا ہے کہ ساری زندگی، اسکا لمحہ لمحہ اسکی برکتیں پا جائے اور اسکا لمحہ لمحہ اس رات کے نور سے منور ہو جائے۔

فرمایا ہے اگر تمہیں یقین ہو جائے کہ لیلۃ القدر ہے تو پھر بخشش ہی کی دعا کرنا یہی تمہارے لئے بہت کافی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ تمہارے پچھلی زندگی کے سارے گناہ باطل کردے اور ان پر بخشش کی اور رحمت کی چادر ڈال دے تو پھر تم امن میں آگئی ہو تمہیں اس کے سوا اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ پس سب سے پہلے تو اس دعا پر زور دینا چاہئے کہ اے خدا تو عفو ہے بہت ہی بخشش کرنے والا ہے، بخشش سے محبت کرتا ہے ہم سے بھی یہ سلوک فرما اور بخشش کی طلب کے لئے جو پہلے فیصلہ ہونا ضروری ہے اس کا اسی مضمون سے تعلق ہے جو میں بیان کرچکا ہوں کہ "ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم"۔ یہ ناممکن ہے کہ آپ بخشش کے لئے دعا مانگیں اور گناہوں پر اصرار کا عزم ساتھ ساتھ جاری رہے۔ یہ ناممکن ہے کہ دل کی گہرائی سے آپ یہ چاہیں کہ اے خدا میرے گناہ بخش دے اور فیصلہ کریں کہ تو بخش دے میں نے پھر بھی کرنے ہیں اور نہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ یہ جو ایک منفی پہلو ہے وہ دل میں موجود رہتا ہے خواہ انسان باشعور طور پر اسے سمجھے نہ سمجھے۔ اور اکثر لوگ بخشش کی دعا اس فیصلے کے بغیر مانگتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ کیا کیا برائیاں ان کے اندر ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ سارا سال انہوں نے کیا کیا گناہ کئے، کس کس قسم کی غلطیوں میں مبتلا ہوئے۔ سب کچھ سمجھنے کے باوجود وہ خالی بخشش مانگتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تو باز نہیں آنا ہم تو نافرمانی پر قائم رہیں گے اس لئے تیرا کام ہے تو بخش، تو بخشتا چلا جا۔ یہ جذباتی باتیں ہیں ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کی بخشش اگر ہوئی ہے تو رمضان کے بعد کی زندگی بتائے گی کہ بخشش ہوئی تھی کہ نہیں۔ اگر خدا نے بخشا ہے تو ان کی زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوجانا چاہئے اور رمضان کے بعد کی حالت رمضان کی ایک رات پر گواہی دینے والی بنے گی۔

اگر باقی سب زندگی خواہ اسی (۸۰) برس کی بھی ہو یعنی باشعور آدمی جب دعا مانگتا ہے تو اس کے بعد اسی (۸۰) سال کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اسی (۸۰) سال کے اندر مرجائے گا ہوسکتا ہے اس کو اسی (۸۰) سال اور نصیب ہوں۔ اسی (۸۰) سال بھی زندگی رہے تب بھی پرانی حالت واپس نہ آئے تب وہ ایک رات باقی زندگی پر بھاری ہوگی ورنہ نہیں ہوسکتی۔ کیسے ممکن ہے کہ ایک رات بھاری تو ہو مگر آنے والی زندگی میں کچھ بھی تبدیل نہ کرسکے۔ پس لیلۃ القدر کے مفہوم کو سمجھیں۔ یہ ایک بہت ہی گہری حقیقت ہے کہ لیلۃ القدر کی مقبولیت کے نتیجہ میں آپ کی زندگی میں ایسا انقلاب برپا ہوسکتا ہے کہ ساری زندگی اس کا لمحہ لمحہ اس کی برکتیں پا جائے اور اس کا لمحہ لمحہ اس رات کے نور سے منور ہو جائے۔ یہ مقصد حقیقی بخشش کی طلب کے بغیر پورا نہیں ہوسکتا۔ اگر فرضی بخشش کی باتیں ہیں تو وقتی طور پر ہوسکتا ہے آپ اپنے بعض جرائم کی سزا سے بچ بھی جائیں۔ کوئی آدمی بددیانتی کرتا ہے اور ساری رات لیلۃ القدر میں روتا ہے کہ اے اللہ میں پکڑا نہ جاؤں، مقدمہ چل رہا ہے میرے حق میں فیصلہ ہو جائے۔ یہ بعید نہیں کہ ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ مضطر کی دعا قبول فرما لیتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی قبول فرما لیتا ہے کہ اس نے پھر دوبارہ یہ حرکت کرنی ہے۔ مگر اس کی زندگی میں تبدیلی نہیں پیدا کرتا۔ تبدیلی کا مضمون اور ہے۔ وہ "لا یغیر" والی آیت سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ مشرک کے متعلق بھی فرمایا کہ اگر وہ سیلاب میں اور طوفانوں میں گھر کر موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لے اور پھر دعا کرے کہ اے خدا مجھے بچالے تو اللہ تعالیٰ پھر بھی بچا لیتا ہے۔ لیکن جب وہ خشکی کی طرف لوٹتا ہے تو خدا کی طرف نہیں لوٹتا اپنے شرک کی طرف لوٹتا ہے۔ تو باوجود علم کے محض کسی وقتی سزا سے خدا کا بچا دینا یہ اس کی عظیم مغفرت کے نتیجہ میں تو ہے مگر اس کے نتیجے میں جس کے ساتھ یہ سلوک ہو اس کی زندگی تبدیل نہیں ہوتی۔ زندگی تبدیل ہونے کے اور راز ہیں جن سے لیلۃ القدر والی آیات پردہ اٹھارہی ہیں اور جن سے "لا یغیر" والی آیت جو میں نے بیان کی وہ پردہ اٹھا رہی ہے۔ تم اپنے اندر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرو جو واقعۃً تمہاری زندگی تبدیل کردینے والی ہو تو یاد رکھو تمہارے حق میں آسمان سے یہ تقدیر نازل ہوگی کہ تم نے دیانت داری سے فیصلہ کیا ہے توفیق تمہیں نہیں مل رہی خدا توفیق عطا فرمائے گا۔ واقعۃً تمہارے ارادوں کو عملی طور پر تمہاری زندگی میں رائج ہونے، ثابت ہونے، اطلاق پانے کی توفیق بخشے گا۔ اور لیلۃ القدر کی بخشش اس کے بعد ایک نیا آدمی پیدا کرتی ہے۔ ویسا آدمی پیدا کرتی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی بخشش ہو جائے وہ پھر وہ تو نہیں رہتا جو پہلے تھا۔ فرمایا وہ تو ایسا ہوتا ہے جیسے ماں نے ابھی جنا ہے۔ ایک نوزائیدہ بچے کی طرح ہو جاتا ہے جو کوئی داغ لے کے نہیں آیا بلکہ ایک فطرت سلیمہ، پاک اور نیک فطرت اور نیک مزاج لے کر پیدا ہوا ہے۔ تو آپ یہ کہہ دیں کہ عفو ہوگیا، رات نصیب ہوگئی اور باقی زندگی اسی طرح پہلے کی طرح ہو تو یہ ایک جھوٹ ہے جس میں آپ زندگی بسر کر رہے ہوں گے۔ خوش فہمیاں ہیں اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

پس یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ یہ دعا کرنا تو اس سے مراد عفو کے عام معنے نہیں بلکہ وہ عفو مراد ہے جس کی تشریح خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ عفو ہوگی تو نئی زندگی پاؤگی۔ عفو خدا کی طرف سے نصیب ہوگی تو گویا تم نئی پیدا ہوئی ہو، تم پہ کوئی داغ باقی نہیں رہے گا، ایک خلق آخر بن کر تم دنیا میں ظاہر ہوگی۔ یہی مضمون ہے جو ہر طلب کرنے والے کے لئے ہے۔ جو راتیں باقی ہیں اگر لیلۃ القدر ان میں ہے تو پھر اس توجہ سے اس دعا کو مانگیں اور اس کے معانی کو سمجھتے ہوئے اس دعا کو مانگیں۔

بخاری کتاب الصوم میں ایک اور روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے کچھ صحابہ کو لیلۃ القدر خواب میں رمضان کے آخری سات دنوں میں دکھائی گئی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب رمضان کے آخری ہفتے پر متفق ہیں۔ اس لئے جو شخص لیلۃ القدر کی تلاش کرنا چاہے وہ رمضان کے آخری ہفتے میں کرے۔ یہاں ہفتے سے مراد سات دن ہیں۔ آخری سات راتوں میں۔ اور آخری دس راتوں کی محنت اپنی جگہ لیکن لیلۃ القدر کو آخری سات راتوں میں مخصوص کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی اپنی رؤیا سے تعلق نہیں رکھتا تھا بلکہ صحابہ کی ایسی رؤیا سے تعلق رکھتا تھا جن کا اتفاق ہوگیا۔ اور یہ ایسا مضمون ہے جو ہمیشہ کے لئے اسی طرح جاری ہے۔ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی فضل نازل ہونا ہو تو اکثر لوگوں کو جو رؤیا دکھائی جاتی ہے وہ ایک ہی مضمون کی، ایک ہی طرح کی اور بہت سے امور میں اتفاق کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ اس وقت اگر اس سے برعکس کوئی رؤیا آ جائے تو یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ اس کے نفس کی رؤیا ہے کیونکہ آسمان سے جو برکتوں کا نزول ظاہر ہو رہا ہے اس کی روشنی میں تو رؤیا اور طرح کی دکھائی جارہی ہیں۔ ایک اکیلا آدمی کوئی بدنصیبی کی رؤیا دیکھ لیتا ہے، کوئی غلط مضمون اس کو دکھایا جاتا ہے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ اس کے نفس کا تاثر ہے۔ حقیقت میں ان رویائے صادقہ کے خلاف اس رؤیا کو نہیں لیا جاسکتا جو کثرت سے دنیا میں دوسری جگہ لوگوں کو دکھائی جارہی ہیں اور جب بھی ایسا ہو ہمیشہ یہ نتیجہ درست ثابت ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے اگر کوئی خاص فضل فرمانا ہے تو مختلف ممالک کے احمدیوں کو ویسی ہی خوابیں آنے لگ جاتی ہیں اور موسم کے طور پر آتی ہیں۔ صاف پہچانی جاتی ہیں کہ یہ الٰہی خوابیں ہیں۔ کچھ ایسے لوگ ہیں جن کو ہمیشہ ایک ہی طرح کی خوابیں اپنے نفس کے مطابق آتی رہتی ہیں۔ بعضوں

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کرواسکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

کے نفوس ایسے ہیں جو خود ڈرے ہوئے ہیں اور ہر وقت ڈراتے رہتے ہیں۔ ان کو جب بھی خواب آئے نحوست کی خواب ہی آتی ہے اور وہ لکھ لکھ کے مجھے ڈرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ مجھے کوئی ڈر نہیں آپ کی خوابوں کا۔ آپ نے جتنا ڈرنا ہے ڈرتے رہیں بےشک، ان میں کوئی حقیقت نہیں۔ یہ وہ خوابیں ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی بائیں طرف تھوک دیا کرو اور لاحول پڑھ کے سوجایا کرو کیونکہ جو عالمی مضمون ہے رؤیا کا وہ ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگی رکھتا ہے اور رؤیا اپنی اندرونی صفائی، اپنے اندرونی نشانات سے صاف پہچانی جاتی ہے کہ الٰہی رؤیا ہے۔ ایک یہ بات ہے جو اس حدیث سے ضمناً ہم نے پائی یعنی زائد فائدے کے طور پر پائی۔

تم اگر اپنے نفوس میں پاک تبدیلیاں لے کر اس رات حاضر ہوگے تو یاد رکھو تمہارے حق میں آسمان سے ویسی ہی تقدیریں جاری کی جائیں گی۔

دوسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نبی ہیں۔ عالم الغیب سے سب سے زیادہ تعلق آپ کا ہے لیکن اس کے باوجود آپؐ کے غلاموں سے بھی خدا ایسا تعلق رکھتا تھا کہ ان کو ایسی سچی خوابیں دیتا تھا کہ وہ مبشر بن کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور یہ مضمون کہ کسی اور شخص کو نبی کو خوشخبری دینے کے لئے چنا جائے یہ قرآن کی دوسری آیات سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ وہ جو فرشتے حضرت ابراہیمؑ کے متعلق آتا ہے کہ آپؑ کے پاس حاضر ہوئے اور ان فرشتوں کے متعلق بھی اور بعض دوسرے فرشتوں کے متعلق بھی یہ کہا جاتا ہے کہ دراصل وہ انسان تھے لیکن نیک اور بزرگ انسان تھے جن کو خدا تعالیٰ نے پیغام دیا اور وہ پیغام ان کے پاس امانت تھا۔ وہ لے کر وقت کے نبی کے پاس حاضر ہوئے کہ خدا نے ہمیں یہ پیغام بھیجا ہے اور یہ ہوسکتا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے تعلق میں ہوسکتا ہے تو باقی انبیاء کے تعلق میں تو ضرور ہوا ہوگا اس لئے وہ تفسیر لازماً غلط نہیں ہوسکتی۔ یہاں یہ مضمون ہے اور ایک اور جگہ اذان کے متعلق ہمیں پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کے الفاظ بتائے گئے اور بعض اور صحابہ کو بھی بعینہٖ وہی الفاظ دکھائے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہر پیغام کو قبول نہیں فرمالیا کرتے تھے۔ اس کا جائزہ لیتے تھے اور اپنے نور فراست سے معلوم کرتے تھے کہ کیا یہ واقعۃً الٰہی پیغام ہے۔ اور ایک آپ کا طریق یہ تھا کہ ایک دوسرے کی تائید ڈھونڈتے تھے۔ نبی کا تو اکیلا رؤیا سب دوسری خوابوں پر حاوی ہوتا ہے۔ اس کا اکیلے کا پیغام ساری دنیا کے لئے کافی ہے۔ مگر جب دوسرے بزرگ کوئی دعویٰ کریں کہ ہمیں خدا نے کچھ بتایا ہے تو ان کا اکیلا پیغام کافی نہیں۔ تبھی بعض لوگ استخارہ کے جواب میں جب مجھے کہتے ہیں کہ جی ہمیں تو یہ خواب آئی ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ تم کون سے نبی ہو کہ تمہاری ایک ہی خواب پر ہم اعتماد کر جائیں اور بزرگوں کو بھی دعا کے لئے لکھو سب کی جو مجموعی خوابیں تاثر پیدا کریں گی وہ درست فیصلہ ہوگا۔ ورنہ ایک آدھ آدمی پیٹ خراب ہوا سویا اس کو ڈراؤنا خواب آگیا اس نے فوراً فیصلہ کرلیا کہ اب یہ شادی نہیں ہونی چاہئے یہ بالکل غلط طریق ہے۔ اور بعض لوگ تو پھر ایسا کرتے ہیں کہ حکماً رشتے دار کو منع کردیتے ہیں کہ رات میں نے یہ رؤیا دیکھی ہے خبردار ہے جو تم نے یہ شادی کی۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ خبردار ہے جو اس کی بات مانی۔ بالکل لغو بات ہے۔ دعا کرو، استخارہ کرو اور پھر اگر تمہیں خدا تعالیٰ روکتا نہیں ہے، اگر تمہارے دل میں خدا تعالیٰ خود گانٹھ نہیں ڈال دیتا اور لڑکا یا لڑکی نیک ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے اس فیصلے کو قبول کرو کہ نیکی کو تم نے ترجیح دینی ہے۔ کوئی اس کے اندر برائی نہیں دیکھتے۔ تم نے دعائیں کیں تو خدا نے تم کو نہیں روکا اس لئے ایک آدھ آدمی کو اگر کوئی منذر خواب بھی آگئی ہے تو پرواہ نہ کرو جبکہ اس کے مقابل پر مبشر خوابیں بھی آ رہی ہوتی ہیں۔ چنانچہ بعض لوگ جب مجھے ساری خوابیں لکھ کے بھیجتے ہیں استخاروں کے بعد تو عجیب منظر نظر آتا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں منذر ہے بالکل نہ کرو۔ بعض لوگ کہتے ہیں مبشر ہے کرلو، کرلو۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا خوابوں سے اعتبار اٹھ جائے۔ ہرگز نہیں۔ ان خوابوں کے مطالعہ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ کس نوع کی خوابیں ہیں جو روحانی ہیں اور کس نوع کی خوابیں ہیں جو رد کرنے کے لائق ہیں۔ اور یہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہے کہ خوابوں کو پہچان سکے اور الگ الگ کرسکے یہ اللہ کی طرف سے ایک نعمت عطا ہوتی ہے، ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھو خدا نے کیسا عظیم ملکہ عطا فرمایا۔ لیکن پہلے بچپن کے زمانے میں جب تک یہ ملکہ نہیں ملا تھا خود اپنی خواب کی تعبیر بھی نہیں کرسکے۔ بھائیوں کے ہاتھ مار کھاگئے۔ تو یہ نعمت ہے جو ہبہ کے طور پر آسمان سے اترتی ہے اس لئے اس میں بھی تکبر نہیں کرنا چاہئے۔ جو بھی خدا کے فضل سے صاحب علم لوگ ہیں ان کی خدمت میں بھیجو اور کئی ایسے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے رؤیا کا بہت اچھا علم عطا کیا ہوتا ہے صرف ایک شخص کی بات نہیں ہے۔ ان سے بات کرو اور پھر عمومی فیصلہ کرو یہ تو میں اس سے استنباط کرکے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا انکسار بھی تو دیکھیں۔ جن پر وحی نازل ہوئی ہے، جن پر فرمایا کہ ہر روشن نشان عطا کردیا گیا جس کو زمانے کی تقدیریں تبدیل کرنے کے راز عطا کردیئے گئے کتنا منکسرالمزاج نبی تھا کہ اپنے غلاموں کی بات کو غور سے سنتا ہے۔ کہتا ہے ہاں ہوسکتا ہے خدا نے تمہارے ذریعے مجھے پیغام بھیجا ہو لیکن میں چھان بین کرلوں اگر یہ علامتیں ملیں تو پھر میں مانوں گا۔ چنانچہ اس بارے میں آپ نے ان رؤیا کو قبول فرمالیا اور یہ فیصلہ دیا کہ آئندہ سے لیلۃ القدر کو آخری سات دنوں میں تلاش کرو۔ فرمایا نویں رات، یا ساتویں یا پانچویں۔ کیوں کہ سات راتوں میں اکیس کی اور تئیس کی نکل جاتی ہے یہ پہلی تین کے اندر داخل ہوجاتی ہیں۔ پہلے یہی خیال تھا کہ یہ بھی لیلۃ القدر کی راتوں میں شامل ہیں مگر آنحضورؐ نے ان رویائے صادقہ کی روشنی میں جو دوسروں کو عطا ہوئیں اور آپ کو پیغام کے طور پر پہنچی گئیں یہ فیصلہ فرمایا کہ آئندہ سے پچیس، ستائیس اور انتیس کی راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ پچیس کی رات تو گزر چکی ہے لیکن دو راتیں ابھی باقی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایک رات معین کیوں نہ بتادی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو معین بتائی تھی۔ عبادہؓ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم باہر تشریف لائے تاکہ ہمیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتائیں کہ کون سی رات ہے اور کیا کرنا چاہئے۔ دو مسلمان آپس میں جھگڑنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا میں تو تمہیں شب قدر کے بارے میں بتانے آیا تھا لیکن انکے آپس کے جھگڑے کی وجہ سے مجھ سے یہ علم اٹھا لیا گیا۔

اب ایک اور سوال اٹھ جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو اگر ایک خوشخبری عطا ہوئی تھی سب کو بتانے کے لئے تو لوگوں کے جھگڑے کی وجہ سے وہ واپس کیوں لے لی گئی؟ ایک خیر کے بدلے شر پیدا ہوگیا۔ مگر یہ درست نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں ہوسکتا ہے اس میں تمہاری بھلائی ہو۔ پس وہ جو ایک رات بتائی گئی تھی وہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو اپنی ذات کے لئے بتائی گئی تھی اور جہاں تک امت کا معاملہ ہے تقدیر یہی تھی کہ انکو پتہ نہ چلے کہ کونسی رات ہے۔ اور بھلائی اس میں وہی ہے جو ایک کہانی کی صورت میں ہمارے سامنے بیان کی جاتی ہے۔ کہتے ہیں ایک شخص مرنے لگا تو اس نے اپنے بچوں کو اکٹھا کیا اور نصیحت کی کہ دیکھو میں نے کھیت میں، جو جتنا بھی کھیت اس کے پاس تھا، اس کھیت میں میں نے ایک جگہ خزانہ دفن کیا ہے تو میرے مرنے کے بعد کھود کے تلاش کرلینا یہ نہ ہو کہ وہ دبا ہی رہ جائے۔ اس کے بعد انہوں نے کدالیں اٹھائیں اور اتنی محنت کی کہ اس ساری زمین کا چپہ چپہ کھود ڈالا اور کوئی خزانہ نہ ملا۔ تو ایک عقل والا راہگیر تھا اس نے کہا یہ کیا کر رہے ہو، تم نے تو حشر کردیا ہے زمین کا۔ انہوں نے کہا ہمارے ابا نے یہ کہا تھا مرتے مرتے کہ یہاں تمہارے لئے خزانہ دفن ہے۔ ہم نے تو ڈھونڈا ہمیں تو کچھ نہیں ملا۔ تو انہوں نے کہا یہی تو خزانہ

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

با اعتماد ادارہ

DAUD TRAVELS

آپ بھی آئیے اور آزمائیے

دنیا کے کسی بھی ملک میں جب چاہیں رخت سفر باندھیں

آپ ہمیں اپنا پروگرام دیں، اسے خوبصورت انداز میں فریم ہم کریں گے

عمرہ یا حج

جلسہ سالانہ انگلستان یا قادیان، کہیں بھی جانا ہو

نشست محفوظ کرائیں اور خوشگوار سفر کی ضمانت حاصل کریں

پاکستان انٹرنیشنل ائرلائنز کی خصوصی پیشکش، ۴ افراد پر مشتمل کنبہ کے لئے ٹکٹ میں ۱۰% رعایت

بذریعہ فیری جلسہ سالانہ انگلستان میں شمولیت کرنے والوں کے لئے خصوصی رعایت۔ ۵ افراد بمعہ کار کرایہ ۱۲۰ مارک صرف۔ بس کے سفر کا بھی انتظام موجود ہے۔ بذریعہ ہوائی جہاز سفر کے لئے پیشگی بکنگ جاری ہے۔

اس کے علاوہ

ہر قسم کے سرکاری و غیر سرکاری دستاویزات کے جرمن ترجمہ کا بارعایت انتظام بھی موجود ہے۔

Bilal Daud Kahlon

Daud Travels

Otto Str. 10,60329. Frankfurt am Main
Direkt vor dem, Intercity Hotel
Telefon: (069) 23 3654, Fax: (069) 25 93 59
MOBILE: 01716221046

ہے تم نے اس زمین پر اتنی محنت کی ہے کہ اب جو کچھ بھی ڈالو گے وہ سونا اگائے گا۔ جو بیج ڈالو گے وہ سونا اگائے گا اور واقعۃً جب اس زمین کو انہوں نے کاشت کیا تو ایسی فصل حاصل ہوئی کہ کبھی خواب و خیال میں بھی نہیں تھی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم تو ہر رات ہی کو سجایا کرتے تھے آپ کو اگر وہ رات بتادی گئی تو یہ مطلب نہیں تھا کہ باقی راتوں میں آپؐ آرام فرمائیں اور کہیں کہ بس اسی رات کو جاگوں گا۔ ہم کمزوروں میں کثرت سے ایسے لوگ ہیں جو ایک جمعے کی انتظار میں سارا سال گزارتے ہیں اور اس کے بعد جمعوں سے بھی چھٹی، نمازوں سے بھی چھٹی۔ اگر ان کو رات بتادی جاتی تو رمضان کی راتیں بھی چھوڑ بیٹھتے۔ ایک رات کے لئے سارا دن سوتے اور پھر اس رات ساری رات جاگتے تو دین ایک مذاق بن جاتا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم جس فائدے کا ذکر فرما رہے ہیں وہ یہ ہے کہ تمہیں خوب محنت کرنی پڑے گی۔ اگر تمہیں دس راتوں کی محنت کی توفیق نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے آخری سات راتوں کے اندر اس مضمون کو اکٹھا کردیا ہے۔ یہ سات راتیں تو محنت کرلو۔ ان سات راتوں میں سے اب دو راتیں باقی ہیں۔ یعنی ایک رات نسبتاً آرام مگر وہ بھی یہ نہیں ہے کہ تہجد چھوڑ دینا ہے اس رات۔ کوشش کریں اور نسبتاً آرام مگر پھر دوسری رات جو دو طاق راتیں ہیں ایک ستائیس اور ایک انتیس کی۔ ان راتوں میں خوب محنت کریں اور وہی مانگیں جس کی نصیحت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمائی ہے کہ "**اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی**" یہ دعا بہت عظیم دعا ہے۔ اس دعا کی قبولیت کا نشان آپکی بعد کی زندگی بنے گی۔ ایک تو یہ بات یاد رکھیں۔

دوسرے مختصراً میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم راتوں کو عبادت میں محنت کیا کرتے تھے اور دن کو خدمت خلق میں محنت کیا کرتے تھے۔ محض آپؐ کی راتیں نہیں جاگتی تھیں آپؐ کا دن بھی غیر معمولی طور پر جاگ جایا کرتا تھا۔ اتنا صدقہ و خیرات کرتے تھے اتنی غریب کی خدمت کرتے تھے کہ صحابہ حیران رہ جاتے تھے کہ اتنی محنت، اتنی مشقت جیسے آندھی چل پڑی ہو صدقہ و خیرات کی اور غریب پروری کی یہ آپؐ کا دستور تھا۔ تو صرف راتوں کو نہ جاگیں آپ دن کو یہ بھی سوچیں کہ آپ کے گرد و پیش میں کون غریب ہیں، کون محروم ہیں، کن کی خدمت سے خدا تعالیٰ آپ کی راتوں کی دعائیں قبول کرلے گا۔ پس یہ بھی وہ عمل ہے جس کے نتیجے میں آپ کی تقدیر کے فیصلے ہوں گے۔ آپ غریب کی حالت بدلنے کی کوشش کریں اللہ آپ کی حالت کو تبدیل فرمائے گا۔

اور آئندہ عید میں بھی میرا وہ پیغام یاد رکھیں کہ آپ کی سچی عید تب ہوگی جب آپ غریبوں کی عید کریں گے۔ ان کے دکھوں کو اپنے ساتھ بانٹیں گے، انکے گھر پہنچیں گے، انکے حالات دیکھیں گے، ان کی غریبانہ زندگی پر ہوسکتا ہے آپ کی آنکھوں سے کچھ رحمت کے آنسو برسیں۔ کیا بعید ہے کہ وہی رحمت کے آنسو آپ کے لئے ہمیشہ کی زندگی سنوارنے کا موجب بن جائیں۔ ہو سکتا ہے آپ کو پہلے علم نہ ہو کہ غربت کیا ہے اس وقت پتہ چلے اور آپ کے اندر ایک عجیب انقلاب پیدا ہو جائے۔ پس لیلۃ القدر کا صرف رات سے تعلق نہیں ہے۔ لیلۃ القدر کا دنوں سے بھی تعلق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے متعلق ثابت ہے کہ راتوں کی عبادتیں غیر معمولی شان کے ساتھ بڑھ جایا کرتی تھیں اور دنوں کی غریبوں کی خدمتیں ایسا رنگ اختیار کر لیتی تھیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں یوں لگتا تھا کہ ایک تیز رفتار ہوا میں اور بھی تیزی آگئی ہو اور ایک جھکڑ بن جائے۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دنوں اور آپؐ کی راتوں کی پیروی کی توفیق بخشے اسی میں ہمارا مقدر سنورے گا ان مبارک دنوں اور ان مبارک راتوں کی پیروی جو محمدؐ رسول اللہ کے مبارک دن اور مبارک راتیں تھیں یہی ہیں جو ہماری زندگی کے اسی (۸۰) برس سنوار سکتے ہیں۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

کتابیں پڑھنے کے بعد لائبریری کو بھیج دیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"افراد سے میں یہ کہوں گا کہ آپ اپنی زندگی میں (اور آپ سے میری مراد وہ دوست ہیں جنہیں علم کا شوق ہے اور کتابیں خریدتے ہیں) بہت سی کتب ایسی بھی خریدتے ہیں کہ جب پڑھ لیتے ہیں تو ان میں آپ کو کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی۔ پس ایسے دوستوں کو سوچنا چاہئے کہ ایسی کتاب میں ایک ہزار دوسرے آدمیوں کو دلچسپی ہوسکتی ہے۔ اس واسطے وہ ایسی کتب (خلافت) لائبریری میں بھیج دیں۔ ان کا اپنا شوق تو پورا ہوگیا............

اگر ہماری ساری جماعت اس طرف توجہ کرے اور ساری جماعت سے مراد پاکستان کی جماعت نہیں بلکہ ساری دنیا کی جماعتیں مراد ہیں جن میں کروڑ ڈیڑھ کروڑ سے بھی شاید زیادہ افراد ہوں۔ پس اگر دوست توجہ کریں تو ہمیں سال میں ایک لاکھ کتابیں آسانی سے مل سکتی ہیں۔ (روزنامہ الفضل ۲ مئی ۱۹۹۱ء)

(مرسلہ: صدر خلافت لائبریری کمیٹی ربوہ)

بقیہ: ہومیو پیتھی کلاس

غم کے بداثرات اور جذبات کے ہیجان کے نتیجہ میں سر درد کے علاوہ بھی جو علامات پیدا ہوتی ہیں ان میں پکرک ایسڈ بہت مفید ہے۔ اس کے علاوہ ایمبراگریسا، اگنیشیا، نیٹرم میور، ایسڈ فاس اور سلیشیا بھی غم کے بداثرات کو دور کرنے میں نمایاں مقام رکھتی ہیں ذرا غور سے ان کی تفریق کا پتہ چل سکتا ہے۔

بینزوئک ایسڈ

(BENZOIC ACID)

حضور نے فرمایا کہ بینزوئک ایسڈ میں ایک ایسی خاص علامت ہے جو اسے دوسرے تیزابوں سے ممتاز کرتی ہے۔ اس میں ایک ایسا تیزاب پایا جاتا ہے جو عموماً انسانوں کے پیشاب میں نہیں پایا جاتا۔ اس کے لئے کسی ٹیسٹ کی ضرورت نہیں گھوڑے کے پیشاب کی بدبو عموماً لوگوں کو یاد ہوتی ہے گھوڑے کے پیشاب میں بھی ایک تیزاب ہوتا ہے اس لئے اس کی پہچان مشکل نہیں اس بو کا علاج بینزوئیک ایسڈ ہے۔ پیشاب کی بدبو کی بیماری خاص علامت ہے ایسی غیر معمولی بدبو ہوتی ہے کہ اس سے پیچھا چھڑانا مشکل ہے کپڑے دھونے سے بھی بو ختم نہیں ہوتی۔ ایسے مریض بچے جس گھر میں ہوں وہاں جاتے ہی پہلا جھونکا اس پیشاب کی بدبو کا آتا ہے۔ ایسے بچے کا عموماً رات کو سوتے میں پیشاب نکل جاتا ہے جس سے اور مصیبت بن جاتی ہے اور سارا گھر بدبو سے بھر جاتا ہے، کپڑوں پر داغ بن جاتے ہیں جو دھونے سے بھی نہیں اترتے۔

بینزوئک ایسڈ کی ایک اور علامت یہ ہے کہ مریض کا ذہن اکثر پرانے قصوں میں الجھا رہتا ہے ماضی کے غموں اور تکالیف کے تجربوں کو یاد کرتا رہتا ہے۔

ایک علامت یہ ظاہر ہوتی ہے کہ ایسا مریض لکھتے ہوئے لفظ چھوڑ جاتا ہے وقتی طور پر تحریر کی غلطی ذہن کے الجھاؤ کی وجہ سے ہے جو خواہ ماضی کا ہو یا خواہ مستقبل کا۔ بعض دفعہ ذہن بہت تیز کام کرتا ہے لیکن ہاتھ اس رفتار سے کام نہیں کرتے یہ علامت اور دواؤں میں بھی موجود ہے اور اسے کسی خاص دوا سے منسلک کرنا درست نہیں ہے جب بھی تحریر میں لفظ چھوٹ رہے ہوں یا جی کے بجائے ڈی لکھ رہے ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ ذہن کو جو توجہ لکھنے میں دینی چاہئے تھی وہ نہیں دے رہا یا سوچ آگے بڑھ گئی ہے اور یاد کا سایہ سا باقی رہ گیا ہے جو اس سے کچھ لکھوا رہا ہے۔ ایسے مریضوں کی تحریروں میں جہاں سوچ کی رفتار لکھنے کی رفتار سے آگے بڑھ جائے یہ غلطیاں ہوتی ہیں اس لئے خوامخواہ بنزوئک ایسڈ کو ہر بار سوچنا ٹھیک نہیں ہے ہاں اگر ایک پریشانی کی علامت ظاہر ہو اور پھر یہ علامت پائی جائے تو پھر بینزوئک ایسڈ اسے ٹھیک کردیتا ہے۔

بعض دفعہ مریضوں کے گالوں پر سرخ چٹاخ بن جاتے ہیں یہ صحت مندی کی نہیں بلکہ بیماری کی علامت ہے۔ عموماً یہ عورتوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ بینزوئیک ایسڈ کی علامت ہے۔

پکرک ایسڈ میں درد اور تکلیف دن کے وقت شروع ہوتی ہے رات کو سونے کے بعد آرام آ جاتا ہے لیکن بینزوئیک ایسڈ میں یہ نمایاں فرق ہے کہ اس میں درد سونے کے دوران شروع ہوتا ہے اور LACHESIS کی علامت کی طرح سونے کے دوران بڑھ جاتا ہے۔ اکثر سر میں درد پچھلے حصہ سے شروع ہوتا ہے۔ سونگھنے کی حس بھی کم ہو جاتی ہے۔ اکثر کتب میں لکھا ہوا ہے کہ اس میں گاؤٹ کا حملہ معدہ میں بھی ہوتا ہے السر کی وجہ سے یا ہاضمہ خراب ہو تو دردیں ہوتی ہیں لیکن بعض دفعہ معدہ میں گاؤٹ ہو جاتا ہے اور درد ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل میرے سامنے کبھی نہیں آئی لیکن اسے بینزوئیک ایسڈ کی علامت کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ زبان کا سوجنا بھی اس کی ایک علامت ہے جو پکرک ایسڈ اور مرکری میں بھی پائی جاتی ہے۔

لوروسیروسس

(LAUROCERASUS)

یہ دوا بعض چیزوں میں بہت کام آتی ہے بعض دفعہ اچانک خوف اور دہشت کی وجہ سے یا گہرے غم سے جسم کانپنے لگ جائے اس مرض میں لوروسیروسس بہت اچھی دوا ہے۔ مستقل کانپنا نہیں ہوتا خوابوں میں ڈر کر یا کسی اجنبی کو سامنے پاکر ایسا مریض خوف سے کانپنے لگتا ہے جب بھی کوئی ہیجانی کیفیت ہو تو پھر خوف اپنا اثر دکھاتا ہے۔

اس میں نظر دھندلا جاتی ہے لیکن دوسری دواؤں سے اس کی کوئی خاص تفریق نہیں ہے۔ دل کے مریضوں کے لئے یہ بہت اچھی دوا ہے۔ نسبتاً بوڑھے مریضوں میں یہ دوا واقعتاً بہت مفید ہے کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے مریضوں کے دل کی تہہ میں کھچاؤ ہوتا ہے جس سے سانس لینا مشکل ہوتا ہے۔ ڈاکٹر عموماً ایسے دل کے مریضوں کو دمہ کی دوائیں اور INHALER دے دیتے ہیں جن سے دل بند ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ عموماً یہ دوا INHALER سے بچانے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ سانس لینے میں دشواری، دم گھٹنا، سینے کا تنگ ہونا ایک دم محسوس ہوتا ہے کہ دل کو کچھ ہوگیا ہے اور مریض دل پر ہاتھ مارتا ہے اور دل کے والوز کمزور ہو جاتے ہیں اور دل کے واپس اترنے کی سرسراہٹ کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اس کے لئے یہ دوا مفید ہے۔ والوز میں طاقت پیدا کرتی ہے اور وہ کمزوری جس کے نتیجہ میں خون واپس جاتا ہے اس کمزوری کو دور کردیتی ہے۔ وہ کھانسی جو دل کی کمزوری کی وجہ سے ہو اور نروس کھانسی بار بار اٹھے اس میں یہ دوا بہت مفید ہے۔ سپونجیا بھی ایسے مریضوں کی چوٹی کی دوا ہے۔ اس دوا میں مریض کے چہرے پر نیلاہٹ آجاتی ہے جس کا مطلب ہے کہ آکسیجن کی کمی واقع ہو رہی ہے لیکن سب مریضوں کے چہرے پر نیلاہٹ نہیں آتی بلکہ وہ زرد پڑ جاتے ہیں ان کے لئے اور دوائیں الگ ہیں۔ نیلاہٹ والی دواؤں میں ایک لوروسیروسس بھی ہے۔ ہاتھوں، پاؤں اور چہرے پر نیلاہٹ کے آثار ظاہر ہوں تو کاربوویج اور کاربوانیمیلس بھی اچھی دوائیں ہیں۔ اگر تشنج کی وجہ سے شدت کی نیلاہٹ ہو اور مرگی کا دورہ سا پڑے تو پھر کیوپرم اس کا علاج ہے لیکن یہ سب نیلاہٹیں وقتی طور پر کسی عضو میں آکسیجن کی کمی کی علامت ہیں۔ اس میں ایک اور علامت ہے کہ سینے میں فالجی علامات پائی جاتی ہیں اس لئے بعض دفعہ ڈایافرام کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اس کے نتیجہ میں سانس باہر نکالنا مشکل ہوتا ہے اندر کھینچنا اتنا مشکل نہیں۔ یہ بیماری لوروسیروسس کی یاد دلاتی ہے۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔
(مینجر)

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۶۶)

چائنا، میوریٹک ایسڈ، پکرک ایسڈ، بینزوئک ایسڈ اور لروسیروسس کے مختلف خواص کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۳۱ جنوری ۱۹۹۵ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(لندن، ۳۱ جنوری ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں آج ہومیو پیتھی کی کلاس میں اہم ہومیو ادویہ پڑھائیں اور ان کے خواص اور استعمالات بیان فرمائے۔

چائنا

(CHINA)

حضور انور نے فرمایا عام طور پر یہ دوا سنکونا کے نام سے بیان کی جاتی ہے یعنی وہ دوا جس کے چھلکے سے کونین نچوڑی جاتی ہے۔ یہ دوا چائنا کے نام سے مشہور ہے لیکن ہومیو کتب میں سنکونا کے نام سے ملتی ہے۔ اچھی مفید دوا ہے۔ ملیریا میں اتنی مفید نہیں جتنی ملیریا کے بداثرات میں مفید ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شاید ہی کوئی ملیریا کا مریض ہو جس کا سنکونا سے علاج نہ ہوا ہو اور سنکونا کے علاج کے نتیجہ میں مرض کو دبایا گیا ہے۔ اکثر مریض جو ملتے ہیں وہ دبی ہوئی علامتوں کے مریض ہوتے ہیں اور ان کے نتیجے میں چائنا کی جو علامات ظاہر ہوتی ہیں وہ چائنا کو اچھا مثبت جواب دیتی ہیں۔ اس پہلو سے ملیریا کے بداثرات اور دبی ہوئی علامتیں چائنا کے دائرہ اثر میں آتی ہیں۔ ملیریا میں بھی یہ کبھی کبھی مفید ثابت ہو جاتی ہے لیکن اس کی ایک خاص علامت ہے اگر وہ پائی جائے تو پھر یہ ملیریا میں مفید ہے۔ وہ یہ ہے کہ سردی میں شدید پیاس ہوتی ہے اور سردی اور گرمی کے درمیان کے عرصے میں جبکہ سردی بخار میں تبدیل ہو رہی ہوتی ہے اس عرصے میں پیاس بالکل غائب ہو جاتی ہے اور جب بخار پورا چڑھ جائے تو پھر بہت تیز پیاس ہوتی ہے۔ یہ علامت ایسی ہے جو اکثر دوسری دواؤں میں نظر نہیں آتی۔ یہ موجود ہو تو یہ ملیریا کی چوٹی کی دوا ہے لیکن شروع ہمیشہ بخار کے بعد کرنی چاہئے۔ پہلے بخار کو برداشت کرلیں اگر بخار تیز ہو تو اسے ٹھنڈا کرلیں لیکن چڑھتے بخار میں ملیریا کی دوائیں نہیں دینا چاہئیں۔ اترتے بخار میں بہترین وقت ہوتا ہے دوا دینے کا۔ پھر اگلے بخار کو یا تو روک ہی دیتی ہے یا مرض کی علامتوں کو بہت کمزور کر دیتی ہے۔

حضور نے فرمایا جب ملیریا کے جراثیم بھاگتے ہیں تو جگر میں پناہ لیتے ہیں۔ اس وقت جب وہ جگر میں جا رہے ہوں اس وقت جوابی حملہ ان کو تہس نہس کر دیتا ہے۔ اگلی دفعہ پھر نکلیں گے (اگر مر نہ گئے ہوں) تو کمزور ہوتے ہیں۔ پھر انتظار کریں اور پھر جب بخار ختم ہونے کو آئے تو پھر جوابی حملہ کریں۔ بہترین وقت ملیریا کے جوابی حملے کا وہ ہے جب بخار ٹوٹ رہا ہو یا ٹوٹ چکا ہو۔ بعض ڈاکٹر ٹوٹ چکا ہو کہتے ہیں لیکن میں نے دیکھا ہے کہ ٹوٹتے ہوئے بخار میں زیادہ موثر ہے۔ ٹوٹ چکنے کے بعد جراثیم بعض اوقات غائب ہو چکے ہوتے ہیں اس وقت کبھی ایسا ہوتا ہے کہ حملہ مفید نہیں رہتا۔

ٹوٹتے بخار میں ایک ہزار کی طاقت میں دو تین خوراکیں بھی دی جاسکتی ہیں۔

میوریٹک ایسڈ

(MURIATIC ACID)

بعض ایسی TYPICAL علامتیں ہیں جو صرف میوریٹک ایسڈ کی نہیں بلکہ اکثر بخاروں، گہرے بخاروں والی دواؤں میں ملتی ہیں۔ بیپٹیشیا ہے، ٹائیفائیڈینم ہے اور کالی فاس ہے۔ اس سے ملتی جلتی جتنی بھی دوائیں بخاروں میں کام آتی ہیں ان میں ہوتا یہ ہے کہ مسوڑھے جواب دے رہے ہوتے ہیں۔ دانتوں کے اوپر جیسے جمے ہوئے خون کے گہرے نشان ہوتے ہیں اور ناسور کی علامتیں گلے کے اردگرد ظاہر ہوتی ہیں۔ منہ بالکل جواب دے جاتا ہے۔ زبان کٹ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں گہری دواؤں کی ضرورت پڑتی ہے اور وہ صرف منہ کا علاج نہیں بلکہ بخار اور اس کے بداثرات کا علاج ہے۔ اگر دوا صرف منہ پر حملہ کرے یعنی بیماری صرف منہ پر حملہ کرے تو پھر منہ کی بیماریوں میں جو پہچاننے کی علامتیں ہیں ان میں عموماً یہ دوا میوریٹک ایسڈ ملتی جلتی ہے لیکن ایک اس کی خاص علامت زائد ہے۔ وہ یہ کہ زبان پھولتی ہے اور سخت ہو جاتی ہے۔ اسی حد تک ذائقہ بھی متاثر ہو جاتا ہے اور زبان کا فالج بھی ہو جاتا ہے اور زبان کا فالج یہ ہے کہ گلا اندر سے ٹھیک ہے غاں غاں کی آوازیں مریض نکال سکتا ہے مگر زبان کام نہیں کرتی اس فالج میں میوریٹک ایسڈ بہت مفید ہے۔ عموماً منہ خشک ہوتا ہے۔ میوریٹک ایسڈ میں اعضاء کی بیرونی سطح کا حساس ہو جانا ہوتا ہے باوجود اندرونی فالج کے۔ یہ تضادات بعض اوقات دوا میں پہچاننے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ جسم میں جان نہیں ہے مگر جلد کے اوپر ہلکے سے احساس کی جھرجھری پیدا ہو جاتی ہے اور ہاتھ بھی لگ جائے تو عذاب بن جاتا ہے۔

اس میں اور نمایاں دوائیاں ایگیریکس، سٹیفی سیگریا اور اوگزیلک ایسڈ میں بھی احساس کی تیزی پائی جاتی ہے۔ پکرک ایسڈ میں بھی احساس کی تیزی پائی جاتی ہے۔

ان دواؤں میں دباؤ اگر مضبوط ہو تو برداشت ہوتا ہے۔ اس کے احساس کی شدت نہیں ہوتی لیکن ہلکا ہاتھ لگ جانا یا کپڑا لگ جانا یہ ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ مریض ہاتھ جھٹک دیتا ہے۔

پکرک ایسڈ

(PICRIC ACID)

حضور نے فرمایا عموماً تیزابی علامات رکھنے والے مریضوں کو سردی زیادہ محسوس ہوتی ہے اور گرمی سے سکون ملتا ہے لبعض دواؤں میں گرمی زیادہ لگتی ہے اور بیماریوں میں اضافہ ہوتا ہے اور ٹھنڈی ہوا کو چاہتا ہے۔ سرد ہوا کا جھونکا بھلا محسوس ہوتا ہے۔ پکرک ایسڈ ایسی دواؤں میں چوٹی کی دوا ہے۔ ذہنی تھکاوٹ اور کمزوری دور کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی دوا نہیں۔ ذہنی تھکاوٹ کے آثار بڑی عمر میں ظاہر ہوتے ہیں جب آرٹیروسکلروسس شروع ہو جائے مریض کی خون کی رگوں کے خول سخت ہو جاتے ہیں لچک باقی نہیں رہتی اور تنگ ہونے لگ جاتے ہیں جس کی وجہ سے دماغ کو مناسب خون نہیں پہنچتا۔ یہ کمزوری کی مستقل حالت ہے لیکن برین فیگ (BRAIN FAG) اس وقت ہوتا ہے جب ان میں تشنج ہو جائے اور خون کا دوران کم ہو جائے معدہ کی خرابی سے بھی اس کا تعلق ہے۔ آرٹیروسکلروسس کے مریض کا معدہ خراب ہو جائے تو برین فیگ شروع ہو جائے گا برین فیگ یادداشت کی ایسی کمزوری کو کہتے ہیں کہ مریض کھانا کھا کر بھی بھول جائے گا۔ کوئی کام کہے گا جو کر بھی دیں تو بار بار یاددہانی کروائے گا کہ میرا وہ فلاں کام کردو۔ کسی کا چہرہ دیکھ کر بھول جائے گا۔ تازہ یادداشت کا بھول جانا جبکہ بہت دور کی یادداشت کا زندہ رہنا یہ برین فیگ کی خاص علامت ہے۔ پکرک ایسڈ میں برین فیگ سب سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ اگر آرٹیروسکلروسس کے نتیجہ میں ذہنی کمزوری مزمن ہو جائے تو پھر اس کا کوئی علاج نہیں ہوتا لیکن دوروں کی شدت میں کمی یا زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ اگر معدہ خراب ہو تو مریض جلد جلد باتیں بھولے گا۔ نزدیک کی باتیں یاد رہتے ہی پھر بھول جاتا ہے۔ اگر برین فیگ کا تعلق آرٹیروسکلروسس کی بیماری سے نہ ہو وقتی جوش کے نتیجہ میں یا کوئی جسم زہر میں گھل جانے کی وجہ سے مریض یادداشت کھو دے تو اس کا تعلق بھنگ سے ہے۔ ہومیوپیتھی میں اسے CANNABIS INDICA کہتے ہیں۔ جو لوگ بھنگ بہت شوق سے پیتے ہیں ان کا وقت بہت پھیل جاتا ہے یعنی سارا دن لگتا ہے کہ ایک عمر گزار دی ہے اور انہیں بھوک بہت لگتی ہے فوری طور پر کی گئی بات بھول کر بار بار اس کی تکرار کرتے ہیں۔ یہ بالکل ابتدائی علامت ہے۔ یعنی وہ لوگ جو بھنگ کے عادی نہ ہوں غلطی سے بھنگ کھالیں ان میں یہ علامت ظاہر ہوتی ہے کہ ابھی کوئی کام کیا ہے یا بات کی ہے وہ بھول کر دوبارہ وہی بات بار بار دہراتے چلے جاتے ہیں یہ تکرار بھنگ سے تعلق رکھتی ہے اور وقتی ہوتی ہے اور اس کی خاص علامت ہوتی ہے کہ آنکھیں غیر معمولی طور پر سرخ ہو جاتی ہیں غیر معمولی جوش آنکھوں سے ظاہر ہوتا ہے جو تشدد میں تبدیل ہونے کے بجائے انکساری اور اپنے نفس پر ظلم کرنے پر مائل ہوتا ہے یہ بھنگ کی خاص وقتی علامت ہے۔ مزمن علامت یہ ہے کہ آسمانوں کی سیر ہو رہی ہے وقت ہی نہیں گزرتا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ازل سے ہیں اور ابد تک رہیں گے۔ وقت آہستہ آہستہ گزرنے کا احساس CANNABIS INDICA میں بہت نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔

پکرک ایسڈ کا برین فیگ مختلف ہے وہ آرٹیروسکلروسس سے بہت ملتا ہے اور قریبی یادداشت مٹ جانے کے دورے بار بار ہوں تو یہ دوا بہت اچھی ہے۔

سر درد میں پکرک ایسڈ اس وقت کام آتا ہے جہاں لمبے غم و فکر اور زیادہ کام کی وجہ سے ذہن پر بہت دباؤ ہو جو لمبے عرصہ تک چلے اور پھر سر درد کا دورہ ہو جائے۔ بعض دفعہ طلباء میں جو بہت زیادہ محنت کرتے ہیں اور پڑھائی سے خوفزدہ رہتے ہیں ان میں مستقل سر درد رہتا ہے اس میں پکرک ایسڈ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ وہ سر درد جو لمبی محنت اور دماغ سوزی کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ آکر ٹھہر جائیں خواہ وہ شدت میں زیادہ ہوں یا نہ ہوں پکرک ایسڈ ان میں ایک اہم دوا ہے۔

بہت سی دوائیں ایسی ہیں جن میں صبح سردرد شروع ہوتی ہے اور شام تک کچھ آرام آ جاتا ہے پکرک ایسڈ بھی ان دواؤں میں سے ہے نیند سے آرام آتا ہے۔ اعصابی تناؤ کے لئے جلسیمیم بھی بہت اچھی دوا ہے لیکن نیند سے جیسا آرام پکرک ایسڈ میں ملتا ہے جلسیمیم میں نہیں ملتا بلکہ اس میں بسااوقات آنکھ کھلنے پر سردرد شروع ہو جاتا ہے۔ آنکھوں کی علامتیں یہ ہیں کہ عضلات میں جان نہیں رہتی تھکاوٹ، بوجھ اور کمزوری کا احساس ہوتا ہے اس کے لئے پکرک ایسڈ بہترین دوا ہے۔ پکرک ایسڈ میں بھی باریک تحریر پڑھنے اور زور لگانے سے آنکھوں میں تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ آنکھوں کے اردگرد مسلز میں کمزوری پیدا ہو جائے تو روزمرہ کے معاملات میں کوفت ہونے لگتی ہے۔ پکرک ایسڈ اس میں نمایاں ہے اور اس کو روٹا کے ہم پلہ قرار دیا جاتا ہے۔

اونوسموڈیم (ONOSMODIUM) میں بھی باریک چیزوں کو دیکھ کر پڑھنے سے سر درد ہو جاتا ہے لیکن اس میں عموماً اعصاب کی کمزوری نہیں پائی جاتی اس کا مطلب ہے کہ اس کی بیماری کی وجہ کچھ اور ہے لیکن نتیجہ کے لحاظ سے دونوں ملتی ہیں۔ اونوسموڈیم مردوں اور عورتوں کی عمومی کمزوریوں میں بہت اچھی دوا ہے خصوصاً نوجوانوں میں اگر کمزوریاں رہ جائیں تو ان میں یہ دوائی ٹانک کا کام کرتی ہے۔

پکرک ایسڈ میں پیشاب میں یورک ایسڈ اور فاسفیٹ بہت زیادہ ہوتے ہیں اور سلفیٹ کی کمی ہوتی ہے۔ بہت سی دوائیں ہیں جن میں نچلے دھڑ کی بیماریوں کا ذکر ملتا ہے اور بعض میں اوپر کے دھڑ میں تکلیفیں زیادہ ہوتی ہیں۔ پکرک ایسڈ نچلے دھڑ میں بوجھل پن پیدا کرتی ہے۔ ریڑھ کی ہڈی اور ٹانگوں میں کمزوری، بوجھل پن محسوس ہوتا ہے۔ کلکیریا کارب عموماً جوڑوں میں بھاری پن پیدا کرتی ہے خاص طور پر گھٹنوں اور ٹانگوں میں اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے اس طرح کلکیریا سلف بھی مفید ہے ان سب دواؤں میں کیلشیم کی کمی و بیشی ہونے کی وجہ سے تکلیف بڑھتی ہے۔ جسم میں کیلشیم کا توازن بگڑ جانے سے بعض بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کیونکہ یہ نظام توازن بہت ہی حساس ہے۔ اگر کیلشیم کم جائے تو ہڈیوں کی بناوٹ میں اور دانتوں میں کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں کیلشیم کی زیادتی سے جوڑوں پر اور ہڈیاں اگنے لگتی ہیں کمی ہو جائے تو بلڈ پریشر گرتا ہے بعض دفعہ ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے ایسی علامتوں میں کیلشیم کا کوئی بھی کمپاؤنڈ فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر

For Germany
THE ASIAN CHOICE
FOR TELEVISION
Muslim TV AHMADIYYA
Get Connected !!
ZEE TV
S. KHAN
Fax & Tel: 08257/1694
Hot Line:01713435840
Decoders & Zee-TV Cards are available
"Just Call"

☆ بقیہ :- مسیحیت

ملاقاتوں کے دوران اپنے قریبی دوستوں اور پیروؤں کے ساتھ روا رکھا۔

عیسائیوں کے بقول رہا یہ سوال کہ مسیح مرنے اور پھر جی اٹھنے کے بعد شاگردوں کے روبرو روحانی وجود میں ظاہر ہوتا رہا اس کی تردید اور نفی کسی اور نے نہیں بلکہ خود مسیح نے کی اور کی بھی بڑے ہی پرزور انداز میں۔ جب وہ اپنے شاگردوں کے سامنے ظاہر ہوا تو وہ اس کے بارہ میں اپنے خوف کو چھپا نہیں سکے کیونکہ یہ پرخوف مغالطہ ان میں سے بعض کو لاحق تھا کہ یہ مسیح خود نہیں ہے بلکہ اس کی روح ہے جو ان کے سامنے آ موجود ہوئی ہے۔ ان کی اس الجھن کو اچھی طرح بھانپتے ہوئے مسیح نے انکے اس خوف کو یہ کہہ کر دور کیا کہ وہ روح نہیں ہے۔ (یعنی روحانی وجود میں ظاہر نہیں ہوا ہے) اس نے یہ اصرار کیا کہ وہ وہی مسیح ہے جسے صلیب دی گئی تھی۔ اس نے انہیں اپنے زخم دکھائے جو ابھی تازہ ہی تھے۔ (یوحنا باب ۲۰ آیات ۱۹ تا ۲۷) ۔ اس کے اپنے شاگردوں کے روبرو ظاہر ہونے سے یہ امر کسی طور پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا کہ وہ مردوں میں سے جی اٹھا تھا۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد زندہ بچ رہا تھا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاگردوں میں سے اگر کسی کے ذہن میں غلط فہمی کا کوئی شائبہ تھا بھی تو مسیح نے خود اپنے فعل سے اسے دور کر دیا۔ اس نے اپنے شاگردوں کو اس وقت کچھ کھاتے ہوئے دیکھا تو ان سے پوچھا وہ کیا کھا رہے ہیں؟ جب اسے بتایا گیا کہ وہ روٹی اور مچھلی کھا رہے ہیں تو اس نے کھانے کے لئے کچھ مانگا کیونکہ اس وقت اسے خود بھی بھوک لگ رہی تھی۔ چنانچہ اس نے اپنی بھوک دور کرنے کے لئے اس میں سے کچھ کھایا۔ اس کا روٹی اور مچھلی مانگ کر کھانا اور اپنی بھوک دور کرنا اس خیال اور عقیدہ کے خلاف ایک بین ثبوت ہے کہ وہ مردوں میں سے جی اٹھا تھا اور اس جی اٹھنے کی وجہ سے اس کی انسانی فطرت میں جو ایک دفعہ مر گئی تھی دوبارہ زندگی عود کر آتی تھی۔ اس سارے عقیدہ کے غلط ہونے کا یہ ایک ایسا پختہ اور حتمی ثبوت ہے کہ اس میں شک وشبہ کی حبہ برابر بھی گنجائش نہیں۔

مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے کا اگر یہ مفہوم لیا جائے تو دہری نوعیت کے مسائل سر اٹھائے بغیر نہیں رہتے۔ جیسا کہ جی اٹھنے سے پہلے اس کے متعلق دعویٰ کیا جاتا تھا اس کے مطابق جی اٹھنے کے بعد بھی وہ خدا اور انسان کے ملغوبہ سے معرض وجود میں آنے والی ایک نئی نوع سے تعلق رکھتا تھا تو اس کے وجود میں موجود انسان سے چھٹکارا تو اسے حاصل نہ ہوا۔ اس سے تو بہت ہی الجھی ہوئی پیچیدہ اور مشکوک و مشتبہ صورت حال پیدا ہو کر عجب جنجال میں مبتلا کر دیتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب موت واقع ہوئی تو اس کے ساتھ بلکہ کہنا یہ چاہئے کہ ان دونوں یعنی خدا اور اس کے اندر موجود انسان مسیح کے ساتھ کیا کیا؟ کیا موت وارد ہونے پر انسان اور خدا دونوں کی روحیں قبض کر لی گئی تھیں اور پھر اکٹھی ہی دوزخ میں رہنے کے بعد اسی سفلی جسم میں واپس لوٹ آئی تھیں؟ یا کیا بصورت دیگر ہوا یہ تھا کہ صرف خدا کی روح جو مسیح میں در آئی تھی وہ انسانی روح کے بغیر ہی انسانی جسم میں عود کر آئی؟ اگر ایسا ہی ہوا تو پھر انسان استعجاب میں ڈوبے بغیر نہیں رہتا کہ وہ دوسری روح (یعنی مسیح کی انسانی روح) کہاں جا غائب ہوئی؟ کیا اس روح کا دوزخ میں سفر ایک لامتناہی سفر تھا اور جس سے واپسی ممکن نہ تھی؟ پھر سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ جو خدائی روح اس کے اندر صرف تین دن رات مقید رہی وہ مسیح کے باپ خدا کی روح تھی یا یہ کہ وہ روح تھی اس بیٹے مسیح کی؟ صحیح صورت حال ہمارے سامنے آنے اور ہمیں اس سے آگاہ کرنے کے لئے اس سوال کا ایک ہی دفعہ یعنی حتمی طور پر ہمیشہ ہمیش کے لئے حل ہونا ضروری ہے کہ کیا مسیح کا جسم جزوی طور پر خدا کا جسم تھا اور جزوی طور پر وہ تھا انسان کا جسم؟

عہدنامہ قدیم اور عہدنامہ جدید ہر دو کا مطالعہ ہمیں خدا کے جس تصور یا تخیل سے ہمکنار کرتا ہے وہ ایک غیر مجسم اور غیر محدود ازلی ابدی ہستی کا تصور ہے۔ اس کی ہستی یا وجود میں مادہ کا سرے سے کوئی عمل دخل ہے ہی نہیں۔ یہ بات سمجھ لینے اور ذہن نشین کر لینے کے بعد ہم پھر پلٹ کر مسیح کی طرف دیکھتے ہیں یعنی مریم کے رحم میں جنین کی حالت کے بعد اس کے مختلف مراحل میں سے گزر کر اس کی نشوونما کا تخیلی جائزہ لیتے ہیں۔ وہ تمام مادہ جو مسیح کے بننے اور معرض وجود میں آنے کا موجب بنا تھا اسے انسان ماں نے مہیا کرنا تھا اور ایک چپہ بھی مادہ کا خدا کی طرف سے اس میں شامل نہ ہونا تھا۔ یقیناً خدا اسے معجزانہ طور پر پیدا کر سکتا تھا لیکن میرے نزدیک تخلیق خواہ معجزانہ طور پر ظہور میں آئے یا وہ خدا کے مقرر کردہ عام قدرتی ذرائع کے مطابق ظہور پذیر ہو بہر صورت و بہر حال وہ ہوتی تخلیق ہی ہے۔ ہم کسی کو صرف اس صورت میں ہی کسی کا باپ تسلیم کر سکتے ہیں جبکہ اسے وجود میں لانے کے عمل میں باپ کا جوہر اور ماں کا جوہر مساویانہ حیثیت میں یا جزوی طور پر حصہ لیتے ہیں تاکہ بیٹے کے جسم کا کچھ نہ کچھ جوہری جزو باپ کے جوہر سے بھی ماخوذ قرار پا سکے۔

اس عام فہم بات سے ایک قاری پر یہ امر بالکل واضح ہو جانا چاہئے کہ انسانی جنین کی پیدائش کے مرحلہ وار قدرتی طریق کار میں خدا نے باپ والا کردار قطعاً ادا نہیں کیا۔ عناصر میں ظہور ترتیب یعنی خلیوں سے عضلات کی تشکیل سلسلہ تنفس اور قلب کی کارکردگی نیز رگوں، نسوں، پٹھوں اور اعصاب کی کارفرمائی سے متعلق باہم ایک دوسرے سے مربوط نظاموں کے قیام سمیت پورے کے پورے جسمانی کارخانہ کا کسی اور کی معاونت کے بغیر ماں کے اپنے اکیلے وجود سے آغاز ہوا تھا۔ اس میں مسیح کی ابنیت (یعنی جسمانی طور پر ابن اللہ ہونے) کی سرے سے کوئی گنجائش تھی ہی کہاں۔ مسیح کو تو صرف اور صرف خدا کی روح کو اپنے اندر جذب کرنے کا ظرف عطا ہوا تھا۔ اس ضمن میں اس بات کی اس سے زیادہ کوئی حقیقت نہ تھی۔ خدا اور مسیح کے درمیان پائے جانے والے رشتہ کی اس تفہیم کو کوئی بھی قابل فہم نام دے لیں اسے باپ بیٹے کے رشتہ کا نام کسی طور نہیں دیا جا سکتا۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوایئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینیجر)

دلچسپ خبریں

مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

لندن میں قرون وسطیٰ کے ایک یہودی معبد کی دریافت نے یہود کی نسل کشی کی یاد تازہ کردی

برطانیہ کے ماہرین آثار قدیمہ نے یہودیوں کا ایک ایسا معبد دریافت کیا ہے جو قرون وسطیٰ کا قدیم ترین معبد باور کیا جاتا ہے۔ یہ لندن کے جنوب مغرب میں گلڈفورڈ کے علاقہ میں ہے اور اس کی دریافت نے اس برطانوی دور کی طرف توجہ مبذول کر دی ہے جب یہاں کے یہودیوں کو تعذیب کا نشانہ بنایا گیا تھا۔

یہ معبد سات صدیوں تک زمین میں مدفون رہا۔ ۱۱۸۰ء کے قریب تعمیر کیا گیا تھا اور ۱۲۷۵ء میں جزوی طور پر اس وقت منہدم کردیا گیا تھا جب بادشاہ ایڈورڈ اول کی والدہ نے یہودیوں کو گلڈفورڈ اور بعض دوسرے شہروں سے نکال دیا تھا۔ اس کے تین سال بعد تیس فیصد یہودی بالغ مردوں کو، ایک سرکاری طور پر چلائی جانے والی مہم کے دوران پھانسی دے دی گئی تھی اور پھر ۱۲۹۰ء میں ساری یہودی آبادی کو برطانیہ سے نکال دیا گیا تھا۔ اس واقعہ کے ۳۵۰ سال بعد یہودیوں کو دوبارہ برطانیہ میں آنے کی اجازت دی گئی تھی۔

ہالی وڈ والے تشدد کے جام ذہنوں میں انڈیلنے سے باز آجائیں ورنہ ....

امریکہ کے لوگ تشدد سے بہت تنگ آچکے ہیں۔ ایک حالیہ مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ ۳ء۷٪ پرتشدد جرائم کے مرتکب سزا سے بچ نکلتے ہیں جس کی وجہ سے مجرموں کے حوصلے اور بڑھ جاتے ہیں۔ ٹی وی پر تشدد کے مناظر خصوصاً ناپختہ ذہنوں پر بہت برا اثر ڈالتے ہیں۔ بچے پانچ تا سات سال کی عمر تک جو نظارے ٹی وی وغیرہ پر دیکھتا ہے وہ اس کے ذہن میں کمپیوٹر کے پروگرام کی طرح بیٹھ جاتے ہیں جو ساری زندگی اس کے اعمال و افعال پر غیر محسوس طریق پر اثر ڈالتے رہتے ہیں۔

آسٹریلیا کے ٹی وی سٹیشنوں کی تنظیم کے سربراہ مسٹر ٹونی نے کہا ہے کہ ہمارے ٹی وی پر تشدد کا مسئلہ زیادہ تر امریکہ سے آنے والے مواد نے پیدا کیا ہے اگر ہالی وڈ والے اپنی فلموں میں تشدد کم کردیں تو بہت لوگ اسے سراہیں گے۔ خبر ہے کہ اگر ہالی وڈ اور دوسرے فلمساز ادارے ناظرین کے ذہنوں میں تشدد کے جام انڈیلنے سے باز نہیں آئیں گے تو ایسے ٹی وی سیٹ بازار میں ملنے لگیں گے جو تشدد کے مناظر آنے پر خود بخود بند ہو جایا کریں گے۔ یہ ٹیکنالوجی پہلے ہی وجود میں آچکی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر تشدد کے ساتھ سیکس (جنسی بے راہروی) کے مناظر آنے پر بھی یہ ٹی وی پروگرام کو سکرین پر آنے سے روک دیا کریں۔

ایسی خبریں پڑھ کر ہمیں اپنے ایم ٹی اے کی قدر کا احساس ہوتا ہے کہ یہ بچوں اور بڑوں کی تعلیم و تربیت کے لئے خدا تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے اور ہر نعمت کا شکر یہی ہے کہ اس سے صحیح فائدہ اٹھایا جائے۔

جرمنی کے کروڑ پتی تاجر کو اپنی جوان بیوی کے لئے شوہر کی تلاش

جرمنی کا ایک ۷۵ سالہ تاجر جس نے ہنسنے والی گڑیا بنائی تھی اور اس کاروبار میں کروڑوں ڈالر کمائے تھے اور جس سے لاکھوں بچوں اور بڑوں کو ہنسایا تھا اب اس نے ایک عجیب و غریب اعلان کر کے دنیا کو پھر ہنسا دیا ہے۔ اس کا نام Walter Thiele ہے۔ وہ کہتا ہے جو شخص میری موت کے بعد میری ۲۸ سالہ خوبصورت اور جوان بیوی سے شادی کرے گا وہ میری تمام دولت کا وارث ہوگا۔ اس نے خواہش مند حضرات سے درخواستیں طلب کی ہیں اور کہا ہے کہ میں اور میری بیوی دونوں مل کر ایسے شخص کا انتخاب کریں گے۔ اعلان چھپنے کی دیر تھی کہ ہزاروں لوگوں نے اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کر دیا۔ اب تک چار ہزار تحریری درخواستیں موصول ہو چکی ہیں اور ابھی دھڑا دھڑ آ رہی ہیں۔ لوگ رات کے دس دس بجے آکر اس کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ اب وہ میاں بیوی گھبرا کر سمندر پار کے کسی ملک میں چلے گئے ہیں۔ درخواست دہندگان صرف جرمنی کے نہیں بلکہ دوسرے ملکوں سے بھی ہیں۔ تیونس سے ایک شخص نے کہا ہے کہ میرے پاس لے دے کر صرف تیس اونٹ ہیں میں وہ سارے تمہیں دے دوں گا اگر تم میری منگنی اپنی بیوی سے کر دو۔ اپنی بیوی سے شادی کرنے پر کروڑوں کی جائیداد جو والٹر دے رہا ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دال میں ضرور کچھ کالا ہے ۔

ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

کہ کہیں ایسی بات نہ ہو کہ کہتے ہیں ایک آدمی کسی کی قبر پر کھڑا دیر سے رو رہا تھا۔ کسی دیکھنے والے نے پوچھا کہ میاں یہ تمہارا کیا لگتا ہے جس کی قبر پر اتنی گریہ وزاری کر رہے ہو۔ اس نے جواب دیا یہ میری بیوی کے پہلے خاوند کی قبر ہے اور اس لئے روتا ہوں کہ تم اگر نہ مرتے تو تمہاری بیوی میرے پلے نہ پڑتی۔

خریداران سے گزارش
اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ
(مینیجر)

تاریخ احمدیت

سو سال پہلے ـ ۱۸۹۶ء

تعطیل جمعہ کی تحریک

۱۸۹۶ء کا آغاز تعطیل جمعہ کے متعلق تحریک سے ہوا۔ جمعہ کی عظمت و فرضیت قرآن و احادیث سے نمایاں اور مسلمانان عالم کے نزدیک مسلم ہے۔ جہاں جہاں اسلامی حکومتیں قائم رہیں انہوں نے اس شعار اسلامی کے قیام و بقاء کا خاص خیال رکھا۔ اسی طرح جس وقت سے ہندوستان میں اسلامی سلطنت کی بنیاد پڑی تب سے جمعہ کی تعطیل جاری رہی تھی بلکہ مسلمان حکومت کے خاتمہ کے بعد بھی برسوں تک بعض ہندو ریاستوں میں جمعہ کی سرکاری تعطیل ہوتی رہی لیکن انگریز ملک پر قابض ہوئے تو اتوار کی تعطیل شروع ہوگئی اور مسلمان بالعموم اس مقدس دن کی برکتوں سے محروم رہ گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ احیائے دین کے لئے تشریف لائے تھے اس لئے آپ نے یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو مسلمانان ہند کی طرف سے وائسرائے ہند کے نام اشتہار شائع کیا جس میں اسلامی نقطہ نگاہ سے جمعہ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے درخواست کی کہ وہ مسلمانوں کے لئے جمعہ کی تعطیل قرار دیں۔

اس سے قبل مسلمانوں نے کئی دفعہ اس تجویز کا ارادہ کیا تھا لیکن انہوں نے یہ سوچ کر کہ ایک غیراسلامی گورنمنٹ سے اس کی قبولیت کی امید نہیں ہوسکتی اسے بالکل ترک کردیا۔

حضرت اقدسؑ کی درخواست مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ٹھکرادی

حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ تحریک اٹھاتے ہوئے بالخصوص علماء کو توجہ دلائی کہ "وہ بھی دستخط کرنے سے ثواب آخرت حاصل کریں۔ یہ فرض کیا کہ ہم ان کی نظر میں کافر اور بےدین ہیں مگر اس اپنے بےدلیل خیال سے اس نیکی سے محروم نہ رہ جائیں۔ یونہی سمجھ لیں کہ کبھی دین کو خدا تعالیٰ فاسقوں کے ذریعہ سے بھی مدد دیتا ہے"۔ لیکن مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور ان کے زیر اثر علماء نے اس موقعہ پر بھی اختلاف کا افسوسناک مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا پورا زور صرف کردیا چنانچہ لکھا "چونکہ وہ در پردہ دشمن اسلام اور دہریہ ہے اور موجودہ ہیئت اسلام و مسلمانوں کو درہم برہم کرنا چاہتا ہے لہٰذا کچھ بعید نہیں کہ یہ درخواست اس نے اسی غرض سے تجویز کی جو کہ یہ درخواست گورنمنٹ سے نامنظور ہو تو موجودہ حالت (افسران بالا دست کی خاص اجازت) بھی جاتی رہے اور جمعہ جماعت کا بکھیڑا دور ہوتا نظر آوے"۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کی اس حاسدانہ کارروائی سے وقتی طور پر یہ تحریک دب گئی مگر بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے عہد میں حکومت کو اس تجویز کے سامنے سرانداز ہونا پڑا۔

امیر کابل کے نام تبلیغی خط

مارچ اپریل ۱۸۹۶ء (بمطابق شوال ۱۳۱۳ھ) کو حضرت اقدس علیہ السلام نے امیر کابل عبدالرحمن خان (۱۸۴۴ء-۱۹۰۱ء) کے نام ایک تبلیغی خط بھیجا۔ یہ خط حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب شہیدؓ لے کر گئے تھے۔

مخالف علماء اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کی دعوت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے دعویٰ الہام و کلام پر بیس برس سے زائد عرصہ گزر چکا تھا جو آپ کی صداقت کا کھلا کھلا خدائی نشان تھا۔ جب آپ نے الہام پانے کا دعویٰ کیا تو آپ جوان تھے لیکن اب آپ بوڑھے ہوچکے۔ آپ کے بہت سے دوست اور عزیز جو آپ سے چھوٹے تھے فوت ہوگئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے عمر دراز بخشی اور ہر میدان میں اس نے آپکی نصرت و تائید فرمائی اور ہر مشکل میں آپ کا متکفل و متولی رہا۔ مگر آسمانی عدالت کا یہ عملی فیصلہ دیکھ کر بھی چونکہ خدا ناترس علماء اور سجادہ نشین ابھی تک آپ کے مفتری اور کذاب ہونے کی رٹ لگا رہے تھے۔ اس لئے حضورؑ نے خدا کے حکم سے اس سال (۱۸۹۶ء میں) ہندوستان کے تمام قابل ذکر مخالف علماء اور سجادہ نشینوں کا نام لے لے کر ان کو مباہلہ کی فیصلہ کن دعوت دی۔

حضرت اقدسؑ نے یہ دعوت باقاعدہ مطبوعہ شکل میں تمام مشہور علماء اور سجادہ نشینوں کو بذریعہ رجسٹری ارسال فرمائی اور ان کے ناموں کی لمبی فہرست دے کر آخر میں یہ بھی احتیاطاً لکھا کہ ان حضرات میں سے اگر اتفاقاً کسی صاحب کو یہ رسالہ نہ پہنچا ہو تو وہ اطلاع دیں تا دوبارہ بذریعہ رجسٹری بھیجا جائے۔

اس دعوت کے بعد آپ نے علماء و مشائخ کے سامنے یہ تجویز بھی رکھی کہ ان میں سے ہر شخص اپنے ہاں بیٹھے بٹھائے اشتہارات کے ذریعہ سے بھی مباہلہ کر سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس درجہ سہولت اور غیرت دلانے والے الفاظ کے باوجود حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں اور حضرت پیر صاحب العلم سندھ کے سوا کوئی شخص ایسا نہ نکلا جو کھلم کھلا حضورؑ کی تصدیق کرتا۔

دعوت مباہلہ مجسم نشان

حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی دعوت میں لکھا تھا کہ میں مباہلہ میں دعا کروں گا کہ۔

"اے علیم و خبیر اگر تو جانتا ہے کہ یہ تمام الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں تیرے ہی الہام ہیں اور تیرے منہ کی باتیں ہیں تو ان مخالفوں کو جو اس وقت حاضر ہیں ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسی کو اندھا کردے اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر"۔

اور گو مباہلہ کی نوبت نہیں آئی لیکن یہ عجیب کرشمہ قدرت ہے کہ آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ بےاثر ثابت نہیں ہوئے بلکہ جو معاند علماء یا گدی نشین اپنی مخالفت پر بدستور قائم رہے انہیں اپنے جرم کی پاداش میں ان سزاؤں میں سے کسی نہ کسی سزا کو بھگتنا پڑا۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی پہلے اندھے ہوئے پھر سانپ کے ڈسنے سے مرے۔ مولوی عبدالعزیز اور مولوی محمد لدھیانوی جو مشہور مکفرین میں سے تھے صرف تیرہ دن کے وقفہ سے یکے بعد دیگرے اس جہان سے کوچ کر گئے اور ان کا پورا خاندان اجڑ گیا۔ مولوی سعداللہ صاحب نومسلم اور مولوی رسل بابا صاحب طاعون کا شکار ہوئے۔ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری نے اپنی کتاب "فتح رحمانی" صفحہ ۲۶-۲۷ میں آپ کے خلاف بددعا کی تھی وہ کتاب کی اشاعت سے قبل ہی اجل کے ہاتھوں پکڑے گئے۔ غرض ان مخالفانہ کارروائی جاری رکھنے والوں میں سے اکثر آپ کی زندگی میں آپ کے سامنے تباہ و برباد ہوئے۔ چنانچہ ۱۹۰۷ء تک ان مخالفین کی اکثریت کا خاتمہ ہوچکا تھا اور باون میں سے صرف بیس زندہ تھے اور وہ بھی کسی نہ کسی بلا میں گرفتار تھے۔ آپ کی وفات کے بعد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سلسلہ کے عروج کا مشاہدہ کرنے کے لئے لمبی دیر زندہ رہے اور بالآخر پے در پے صدمات سہہ کر مولوی ثناء اللہ صاحب فالج سے راہی ملک عدم ہوئے۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ چاچڑاں شریف کی تصدیق

جیسا کہ اوپر ذکر ہوچکا ہے ان علماء اور خانقاہ نشینوں کے حلقہ میں خواجہ غلام فرید صاحبؒ وہ مرد مجاہد تھے جنہوں نے کھلے لفظوں سے آپؑ کی تصدیق فرمائی۔ چنانچہ انہوں نے دعوت مباہلہ کا اشتہار ملتے ہی ۲۷ رجب ۱۳۱۴ھ بمطابق جنوری ۱۸۹۷ء کو حضرت اقدسؑ کے نام عربی میں عقیدتمندی کے جذبات سے مکتوب بھیجا کہ مباہلہ کا سوال ہی کیا ہے میں تو ابتداء ہی سے حضور کی تعظیم کرتا ہوں تاکہ مجھے ثواب حاصل ہو اور کبھی میری زبان پر تعظیم و تکریم اور رعایت آداب کے سوا آپ کے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا۔ حضرت اقدسؑ نے یہ خط ضمیمہ "انجام آتھم" میں شائع فرمادیا اور آپ کی بڑی تعریف فرمائی کہ ہزاروں میں سے انہوں نے پرہیزگاری اور تقویٰ شعاری کا نور دکھلایا۔ آپ کا یہ کارنامہ کبھی فراموش نہیں ہوسکتا۔ یہ خط چھپا تو پہلے مولوی غلام دستگیر صاحب اور پھر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب ان کے گاؤں پہنچے اور غزنوی خاندان کے بعض علماء نے انہیں مکذب بنانے کے لئے خطوط بھی بھجوائے۔ مگر آپ چونکہ بزرگ اور پاک باطن تھے اور خدا تعالیٰ نے آپ پر اپنے مسیح کی صداقت پوری طرح منکشف کرکے آپ کا سینہ نور صداقت سے منور کر رکھا تھا اس لئے آپ نے کسی کی بھی پروا نہ کی اور ان خشک ملاؤں کو ایسے دندان شکن جواب دئے کہ وہ ساکت ہوگئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کا خاتمہ مصدق ہونے کی حالت میں ہوا۔

پیر "صاحب العلمؒ" کی شہادت

دوسرے مصدق حضرت پیر صاحب العلم تھے جو سندھ کے مشاہیر مشائخ میں سے تھے اور جن کے مرید ایک لاکھ سے بھی متجاوز تھے۔ انہوں نے آپ کی نسبت گواہی دی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کشف میں دیکھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !! یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیا یہ جھوٹا اور مفتری ہے یا صادق ہے؟ حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ صادق ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک طرف تو عام مجلس میں کھڑے ہوکر اور ہاتھ میں عصا لے کر تمام حاضرین کو بلند آواز سے سنا دیا کہ میں حضرت اقدسؑ کو اپنے دعویٰ میں حق پر جانتا ہوں اور ایسا ہی مجھے کشف کی رو سے معلوم ہوا ہے اور دوسری طرف انہوں نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عقیدت مندانہ پیغام بھیجا کہ میں نے سمجھ لیا ہے کہ آپ حق پر ہیں۔ اب بعد اس کے ہم آپ کے امور میں شک نہیں کریں گے اور آپ کی شان میں ہمیں کچھ شبہ نہیں ہوگا اور جو کچھ آپ فرمائیں گے ہم وہی کریں گے۔ پس اگر آپ یہ ارشاد فرمائیں کہ امریکہ میں چلے جائیں تو ہم وہیں جائیں گے اور ہم نے اپنے تئیں آپ کے حوالے کردیا ہے اور انشاء اللہ ہمیں فرمانبردار پائیں گے۔

یہ باتیں ان کے خلیفہ عبداللطیف صاحب مرحوم اور شیخ عبداللہ صاحب عرب نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں خود عرض کی تھیں۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت۔ مرتبہ دوست محمد صاحب شاہد)

ہم گزرے ہیں گلزاروں سے
ایسے جیسے انگاروں سے

دامن میں دو پھول لئے تھے
الجھے ہیں اب تک خاروں سے

کچھ تو بوجھ ہو دل کا ہلکا
باتیں کر لیں دیواروں سے

ہم تو زمیں کے باسی ٹھہرے
دوستی کیسی مہ پاروں سے

کس کو دل کی بات سنائیں
پچھتائے کہہ کر یاروں سے

ہم نے مسیحا جانا تجھ کو
پھر یہ حذر کیوں بیماروں سے

زلف نے ہونا ہی تھا پریشاں
کھیل رہی تھی رخساروں سے

رو دھو کے چپ ہو جائیں گے
شکوہ کون کرے پیاروں سے

تازہ زخم ہوئے مل مل کر
ہمدردوں سے غم خواروں سے

دو گے تو پی لیں گے ساقی
پوچھتے کیا ہو میخواروں سے

آؤ خوشیاں دیکھ کے روئیں
دل بہلائیں آزاروں سے

رونے کا حق چھین لیا کیوں
چارہ گروں نے بیچاروں سے

سیکھی ہیں ناہید نے اکثر
کام کی باتیں بےکاروں سے

(عبدالمنان ناہید)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

حضرت مسیح موعودؑ کی بہو، حضرت مصلح موعودؓ کی حرم اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی والدہ حضرت سیدہ محمودہؓ بیگم صاحبہ لجنہ کی ابتدائی چودہ ممبرات میں شامل تھیں۔ حضرت خلیفہ رشیدالدین صاحبؓ کی صاحبزادی تھیں اور کنیت ام ناصر تھی۔ انکا رشتہ حضرت اقدسؑ نے اس وقت تجویز فرمایا جب حضرت مصلح موعودؓ ۷ برس کے تھے۔ شادی سے پہلے انکا نام رشیدہ بیگم تھا جو حضرت اماں جان نے بدل دیا۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں انکی شادی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بطن سے ۷ بیٹے اور ۲ بیٹیاں عطا فرمائیں۔ ۱۳ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک اخبار کی ضرورت محسوس فرمائی تو آپؓ نے اخبار کے اجراء کے لئے زیور پیش کردیا۔ بہت سلیقہ مند تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کے کپڑوں کا انتظام آخر دم تک خوش اسلوبی سے نبھایا۔ ۳۶ سال تک لجنہ کی صدر رہنے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ لوائے احمدیت کے لئے سوت کاتنے کا شرف بھی پایا۔ مستورات کی اولین درسگاہ انکے گھر میں قائم ہوئی۔ ۳۱ جولائی ۵۸ء کو وفات پائی۔ یہ مضمون محترمہ ستارہ مظفر کے قلم سے "الفضل" ربوہ ۱۴ و ۱۵ جنوری کی زینت ہے۔

★★ اسی شمارہ میں مکرم بابو اللہ داد صاحب احمدی کا ذکر خیر محترم قریشی محمد احمد صاحب نے کیا ہے۔ مرحوم کراچی میں ایک آریہ مقرر کے اسلام پر اعتراضات کے جوابات کی تلاش میں نکلے اور اپنے احمدی ساتھی مرزا عبدالحکیم بیگ صاحب کی دی ہوئی "اسلامی اصول کی فلاسفی" پڑھ کر احمدی ہوگئے۔ بیعت کا خط لکھا تو ماہوار چندہ میں تخفیف چاہی جس پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا "بیعت منظور کی جاتی ہے جب اللہ تعالیٰ توفیق دے پوری شرح سے چندہ دینا شروع کردیں"۔ آپ نے اس فقرہ پر غور کیا تو دل نے کہا توفیق تو اب بھی ہے صرف خیال کی بات ہے چنانچہ شروع سے پوری شرح سے چندہ دیا اور پھر وصیت بھی کرلی۔ تبلیغ کا جنون تھا اور مطالعہ کا یہ عالم کہ عشاء تا فجر جاری رہتا۔ آپ مقرر اور مناظر کے طور پر بھی خدمت کرتے رہے۔ ۳۴ء میں احرار نے حملہ کرکے آپکو زخمی کردیا۔ کشمیر کمیٹی کے سلسلہ میں بھی حضورؓ کے ارشاد پر خدمت کی توفیق پائی۔

— ★ ★ ★ —

محمد بن عبداللہ المعروف ابن بطوطہ ۲۴ فروری ۱۳۰۴ء کو طنجہ (مراکش) میں پیدا ہوا۔ ۲۲ برس کی عمر میں والدین کی اجازت سے حج کے لئے روانہ ہوا اور الجزائر اور تیونس اور ٹریپولی سے ہوتا ہوا اسکندریہ پہنچا جو نہایت خوبصورت بندرگاہ تھی اور لائٹ ہاؤس بھی موجود تھا۔ یہاں کئی علماء سے ملا۔ ایک برہان الدین نامی عالم نے اسے کہا کہ تم دوردراز کے سفر کروگے، ہندوستان جاؤ تو میرے دینی بھائی شیخ فریدالدین سے ضرور ملنا۔ سندھ میں بھائی رکن الدین سے ملاقات کرنا اور چین میں مولانا برہان الدین کو بھی سلام پہنچانا۔ اسکندریہ سے وہ قاہرہ پہنچا اور شام و عراق کی سیر کرتا ہوا ۱۳۲۶ء میں حج کیا۔ پھر عراق اور ایران کی سیر کی اور دوبارہ حج کیا اور مکہ میں مستقل سکونت اختیار کی۔ چوتھا حج کرکے افریقہ کے ساحل سے ہوتا ہوا یمن پہنچا اور کئی علاقوں کی سیر کرتا ہوا روس پہنچا اور روسی بادشاہ کے ساتھ قسطنطنیہ بھی گیا۔ پھر افغانستان سے ہوتا ہوا ۱۳۳۳ء میں سندھ پہنچا۔ ہندوستان میں سلطان محمد تغلق کی حکومت تھی، ابن بطوطہ دس سال یہاں مقیم رہا اور پھر جزائر سیلون اور مالدیپ سے ہوتا ہوا چین پہنچا جہاں سے وطن واپس آگیا۔ اسکا سفرنامہ گو معدوم ہے البتہ ابن حزی کا تیارکردہ خلاصہ موجود ہے۔ پروفیسر احسان الٰہی سالک صاحب کے قلم سے یہ مضمون روزنامہ "الفضل" ۲۲ جنوری میں شائع ہوا ہے۔

— ★ ★ ★ —

ڈھاکہ کے محترم فیض عالم صاحب قبولیت دعا کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہیں جو روزنامہ "الفضل" ۲۵ جنوری میں ایک پرانے پرچہ سے منقول ہے۔ انکی اہلیہ لاعلاج نسوانی مرض میں مبتلا تھیں جو ہر قسم کے علاج کے باوجود بڑھتا گیا حتی کہ زندگی سے بھی مایوسی ہوگئی۔ آخرکار حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں دعائیہ خط لکھا تو آپؓ نے فرمایا "اچھی ہو جائے گی"۔ اسی دوران انکی اہلیہ نے بھی خواب میں حضرت مصلح موعودؓ کو یہ فرماتے سنا کہ دعا کو دوا کے طور پر استعمال کرتی جاؤ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے (ڈاکٹروں کے نزدیک) لاعلاج بیماری سے کامل صحت ہوگئی اور اولاد بھی عطا ہوئی۔

— ★ ★ ★ —

حضرت نوحؑ کا اصل نام "مناحیم" ہے یعنی تسلی دینے والا۔ آپؑ حضرت آدمؑ کی نویں پشت میں سے تھے۔ والد کا نام "لمک" تھا اور سام، حام، یافث اور کنعان آپکے بیٹے تھے جو دجلہ، نینوہ اور فرات کے درمیان عراق کی ایک وادی میں رہتے تھے۔ ہندوستان کی قدیم تاریخ میں آپکو منو کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ آپؑ جدید تہذیب کے پہلے انسان اور پہلے شارع نبی تھے۔ قرآن کریم میں ۴۵ مقامات پر آپکا ذکر ہوا ہے اور ایک سورہ نوح بھی موجود ہے۔ آپکی قوم مشرک تھی جنکے مشہور بتوں میں ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر شامل ہیں۔ قوم کے کفر اختیار کرنے پر اللہ نے آپکو کشتی بنانے کا حکم دیا۔ آپکی قوم کے منکرین کو پانی کے عذاب نے غرق کردیا جن میں آپکا بیٹا کنعان اور بیوی علمہ بھی شامل تھے۔ مومنین کشتی میں بچائے گئے جو طوفان کے بعد جودی نامی پہاڑ پر جاکر ٹھہر گئی۔ بائبل کے مطابق یہ پہاڑ ارارات تھا۔ آپکی اولاد عراق میں آباد ہوئی، بیٹا سام بابل کا حاکم ہوا، اولاد کو نبوت بھی عطا ہوئی۔ یہ معلومات روزنامہ "الفضل" ۲۷ جنوری میں شائع ہوئی ہیں۔

— ★ ★ ★ —

حضرت حافظ نور محمد صاحبؓ آف فیض اللہ چک ضلع گورداسپور حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ سے قبل بھی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ۲۱ ستمبر ۱۸۸۹ء کو بیعت کی سعادت پائی اور خاندانی گدی نشینی کا سلسلہ ختم کردیا۔ حضرت اقدسؑ سے آپکی پہلی ملاقات ۱۸۸۳ء میں ہوئی تھی۔ آپؓ متعدد مرتبہ حضورؑ کے مہمان ہوئے اور نمازوں میں امامت کرواتے رہے۔ حضورؑ آپؓ سے بے تکلف تھے۔ حضرت اقدسؑ کا ذکر کرتے تو فرط محبت سے آنکھیں نم ہو جاتیں۔ ایک بار حضورؑ آپکے پاس فیض اللہ چک بھی تشریف لائے۔ دسمبر ۴۵ء میں سو برس کی عمر میں آپکی وفات ہوئی۔ یہ مضمون روزنامہ "الفضل" ۲۸ جنوری کی زینت ہے۔

— ★ ★ ★ —

★★ ہفت روزہ "بدر" ۲۵ جنوری کی ایک خبر کے مطابق صوبہ کرناٹک کے شہر مینگلور کی نمائش کتب میں جماعت کو دو سٹال لگانے کی توفیق ملی جہاں ۸ سے ۱۰ ہزار افراد تشریف لائے۔ ان سٹالوں پر ہزاروں روپے کی کتب فروخت ہوئیں۔

★★ اسی اخبار کے مطابق ریاست جموں و کشمیر میں چھ انگلش میڈیم تعلیم الاسلام سکول چلائے جارہے ہیں جہاں نرسری سے دسویں تک تعلیم دی جاتی ہے۔ ان میں ۱۲۰۰ سے زائد طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ نامساعد معاشی حالات کے باعث فیس بہت کم ہے حضور انور کی از راہ شفقت عطا کردہ گرانٹس سے یہ سکول چلائے جارہے ہیں۔

— ★ ★ ★ —

ہمیں موصول شدہ رسائل میں "احمدیہ گزٹ" سوئٹزرلینڈ اور ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ جنوری ۹۶ء، "اخبار احمدیہ" برطانیہ اور "النصیر" میاہی جنوری/فروری ۹۶ء شامل ہیں۔

— ★ ★ ★ —

حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہرؓ ۱۸۶۸ء میں رامپور میں پیدا ہوئے۔ آپکے بھائیوں علی برادران نے ہندوستان کے مسلم راہنماؤں کے طور پر نام پیدا کیا۔ ۱۸۸۸ء میں آپؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کا خط مسٹر الیگزینڈر سفیر امریکہ کے نام پڑھا۔ اور ۱۹۰۰ء میں "ازالہ اوہام" پڑھنے کے بعد بیعت کا خط لکھ دیا۔ مئی ۱۹۰۲ء میں خدمت اقدسؑ میں حاضر ہوئے۔ ایک روز سیر کے وقت نواں پنڈ کی طرف جاکر حضورؑ نے آپکو فرمایا کہ آپ دیکھیں گے کہ یہاں تک (قادیان کی) آبادی آ جائے گی۔ یعنی قادیان کی آبادی وہاں تک پہنچے گی اور یہ حضرت خان صاحبؓ کی زندگی میں ہی ہوگا۔ یہ پیشگوئی کمال شوکت سے پوری ہوئی۔ حضرت اقدسؑ نے بارہا آپکے مشورے پسند فرمائے۔ نواب رامپور کو حضورؑ کا پیغام بھی آپؓ نے پہنچایا۔ ۱۸ء میں زندگی وقف کرنے کے بعد کئی سال ناظر امور عامہ اور ناظر اعلیٰ کے طور پر خدمات انجام دیں۔ ۳۰ء میں والئی رامپور نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں محترم خان صاحبؓ کی خدمات حاصل کرنے کی اجازت چاہی۔ چنانچہ آپؓ رامپور چلے گئے لیکن ۵ سال بعد ہی استعفیٰ دے کر قادیان آگئے اور پھر ۴۷ء تک نظامت جائیداد اور تجارت میں خدمت کرتے رہے۔ جماعتی نمائندگی میں جون ۲۱ء میں وائسرائے ہند لارڈ ریڈنگ سے ملاقات کی، فروری ۲۲ء میں شہزادہ ویلز کی خدمت میں تحفہ پیش کرنے والے وفد میں شامل ہوئے۔ ۲۴ء، ۲۷ء اور ۳۰ء کے مسلم لیگ کے سالانہ جلسوں میں جماعتی نمائندگی کی۔ ۲۵ء اور ۲۷ء میں آل مسلم پارٹیز کانفرنسز میں شرکت کی۔ مارچ ۲۸ء میں سائمن کمیشن سے ملاقات کرنے والے وفد میں شامل ہوئے ۲۴ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی معیت میں انگلستان جانے والے وفد میں بھی شامل تھے۔ شاعری میں داغ دہلوی کے اولین شاگردوں میں سے تھے "کلام گوہر" مجموعہ کلام ہے۔ ۲۶ فروری ۵۶ء کو ۸۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپکے فرزند محترم مولانا عبدالمالک خانصاحب سالہا سال ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ رہے۔ ایک فرزند ممتاز علی خان صاحب کو قادیان میں درویشی کی سعادت عطا ہوئی۔ ایک فرزند پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب بقید حیات ہیں، واقف زندگی اور مجلس وقف جدید کے ممبر ہیں۔ مجلس کارپرداز کے سیکرٹری اور مجلس انصاراللہ کے نائب صدر رہے۔ یہ مضمون انہی کی تحریر ہے جسکی تلخیص محترم سلطان احمد مبشر کے قلم سے ماہنامہ "خالد" جنوری کی زینت ہے۔

★★ اسی شمارہ کے مطابق ۱۰ ستمبر ۹۵ء کو ایک کل پاکستان مقابلہ نظم دارالذکر لاہور میں منعقد ہوا جس میں ۱۸ اضلاع کے ۴۰ خدام شامل ہوئے۔ ۱۱ ستمبر کو علاقہ لاہور کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر محترم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے انعامات تقسیم کئے۔

☆

دل کی دھڑکن آنکھ کا تارا لگے
ساری دنیا سے مجھے پیارا لگے
اس کی آمد کا ہوا عنوان اب
مہکا مہکا آج گھر سارا لگے
کر گیا روشن میرا ماحول وہ
روشنی کا ایک مینارہ لگے
تیرگی ساری بہا کر لے گیا
نور کا بہتا ہوا دھارا لگے
چاہنے والے ہزاروں ہیں مگر
وہ فقط میرا لگے، سارا لگے
منتظر دھرتی ہے کب سے، آسماں!
سینے سے وہ چاند اور تارا لگے
یاد وہ آئے بہت مجھ کو ندیم
جب گلے طوفان سے دھارا لگے

(انور ندیم علوی)

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
8/4/1996 - 17/04/1996

Monday 8th April 1996
- 00.00 Tilawat, Hadith, News
- 00.30 Children's Corner - Tarteel-ul-Quran No4 (New)
- 01.00 Liqaa Ma'al Arab 4.4.96(R)
- 02.00 Around The Globe - Hamari Kaenat 17
- 03.00 Learning Norwegian Lesson No. 2
- 04.00 Learning Languages with Huzoor Lesson No 92
- 05.00 Mulaqat with English Speaking Friends 7.4.96
- 06.00 Tilawat, Hadith, News
- 06.30 Children's Corner - Tarteel-ul-Quran No 4
- 07.00 A Letter From London
- 08.00 Siraiki Programme Friday Sermon 22.4.90
- 09.00 Liqaa Ma'al Arab 4.4.96
- 10.00 Learning Language with Huzoor Lesson No 92
- 11.00 Bangla - Tabligh Seminar
- 12.00 Tilawat, Hadith, News
- 12.30 Children's Corner: Tarteel ul Quran, No.4
- 13.00 Indonesian Programme - Quiz
- 14.00 Quran Class No123, Rec 8.4.96
- 15.00 M.T.A. Sports Volley Ball From Pakistan
- 16.00 Liqaa Ma'al Arab No 4
- 17.00 Norwegian Programme (1) Comtemporary Issues : Islam & other religions.
- 18.00 Tilawat, Hadith, News
- 18.30 Children's Corner: Let's Learn Salat No.4
- 19.00 German Prog - Fragen Zu Thema (1st episode) (2) Spiritual Adventages of Muslim In Germany
- 20.00 Learning Languages with Huzoor Lesson No 93
- 21.00 Islamic Teachings- (1)History Of Ahmadiyyat By B.A.Rafiq (2) Islamic Akhlaq By L Tahir
- 22.00 Quran Class - Tarjumatul Lesson By Hadhrat Khalifatul Masih IV, No 123
- 23.00 MTA Sports: Volley Ball

Tuesday 9th April 1996
- 00.00 Tilawat, Hadith, News,
- 00.30 Children's Corner: Let's Learn Salat 4
- 01.00 Liqaa Ma'al Arab No 4
- 02.00 Islamic Teachings - (1) History of Ahmadiyyat By B.A. Rafiq
- 02.30 (2) Islamic Akhlaq By Laiq A Tahir
- 03.00 Learning French Lesson 4
- 04.00 Learning Languages with Huzoor Lesson 93
- 05.00 Quran Class - Tarjumatul Quran By Hadhrat Khalifatul Masih IV No 123
- 06.00 Tilawat, Hadith, News
- 06.30 Children's Corner - Let's Learn Salat 4
- 07.00 MTA Sport: Volley Ball - from Rabwah.
- 08.00 Pushto: Speech by Irshad Ahmad Khan
- 09.00 Liqaa Ma'al Arab No 4
- 10.00 Learning Languages with Huzoor
- 11.00 Bangla Friday Sermon 20.5.94
- 12.00 Tilawat, Hadith, News
- 12.30 Children's Corner: Let's Learn Salat No.4
- 13.00 From The Archives: Interview -With Hadhrat Khalifatul Masih IV-Tilford UK
- 14.00 Quran Class - Tarjumatul Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV No 124
- 15.00 Medical Matters(1) Health of Mother & Child (2) First Aid
- 16.00 Liqaa Ma'al Arab
- 17.00 Turkish Programme (1) Barkate Khilafat (2) The Introduction of a Turkish Ahmadi Muslim.
- 18.00 Tilawat, Hadith, News
- 18.30 Children's Corner: Tarteel-ul-Quran
- 19.00 German Prog (1) Islamische Presse Shau Part 7 (2) Wie Kommen Muslimas Mit Ihrem Pardah Klar (3) Nazm
- 20.00 Learning Languages with Huzoor Lesson 94
- 21.00 Around The Globe: Humari Kaenat
- 22.00 Quran Class- Tarjumatul Quran With Hadhrat Khalifatul Masih IV No 124
- 23.00 Chinese Programme: (1) Learning Chinese No.3 (2) Book Reading With Love to Chinese Brothers.

Wednesday 10th April 1996
- 00.00 Tilawat, Hadith, News
- 00.30 Children's Corner: Tarteel-ul-Quran No 5
- 01.00 Liqaa Ma'al Arab No 5
- 02.00 Around The Globe: Hamari Kaenat 18
- 03.00 Learning Chinese No 3 (2) Book Reading With Love to Chinese Brothers
- 04.00 Learning Languages with Huzoor Lesson No 94
- 05.00 Quran Class - Tarjumatul Quran With Hadhrat Khalifatul Masih IV No 124
- 06.00 Tilawat, Hadith, News
- 06.30 Children's Corner - Tarteel-ul-Quran No 5
- 07.00 Medical Matter (1) Health Of Mother and Child (2) First Aid.
- 08.00 Russian Question & Answer
- 09.00 Liqaa Ma'al Arab No 5
- 10.00 Learning Languages with Huzoor Lesson No 94
- 11.00 Bangla: Mulaqat 1.1.95
- 12.00 Tilawat, Hadith, News
- 12.30 Children's Corner: Tarteel ul Quran, No.5
- 13.00 Indonesian Prog - Interview of Indonesian brothers Jalsa Salana '95
- 14.00 Natural Cure - Homeopathy Lesson 150
- 15.00 M.T.A. Variety (1) Dilbar Mera Yehi Hain (2) Hamari Tarik By Abdul Rehman (Advocate)
- 16.00 Liqaa Ma'al Arab No 6
- 17.00 French Programme
- 18.00 Tilawat, Hadith, News
- 18.30 Children's Corner: Lets learn salat.
- 19.00 German Prog (1) Islamische Presse Scau part 8 (2) Kinder - Paradise
- 20.00 Learning Languages with Huzoor Lesson No 94
- 21.00 MTA Lifestyle (1) Cooking Lesson - Al Maidah (2) Perahan
- 22.00 Natural Cure Lesson 150
- 23.00 Arabic Programme (1) Lesson No. 2 (2) Tafseer -Ul- Quran No. 2

Thursday 11th April 1996
- 00.00 Tilawat, Hadith, News
- 00.30 Children's Corner - Let's Learn Salat 5 (New)
- 01.00 Liqaa Ma'al Arab, No.6 (R)
- 02.00 MTA Lifestyle-Cooking Lesson - Al Maidah.
- 02.30 Sewing Lesson - Parahan (R)
- 03.00 Learning Arabic Lesson No 2 (R)
- 03.30 Tafseer-ul-Quran 2
- 04.00 Learning Languages with Huzoor, Lesson 94 (R)
- 05.00 Natural Cure Lesson No. 148
- 06.00 Tilawat, Hadith, News
- 06.30 Children's Corner Let's Learn Salat No. 5 (R)
- 07.00 MTA Variety (1) Dilbar Mera Yehi Hai (2) Hamari Tarikh By Abdul Rehman (Advocate) (R)
- 08.00 Sindhi Friday Sermon 11.1.94
- 09.00 Liqaa Ma'al Arab, No.6 (R)
- 10.00 Learning Languages with Huzoor, Lesson 94 (R)
- 11.00 Bangla Q/A Session 19.1.95
- 12.00 Tilawat, Hadith, News
- 12.30 Children's Corner: Lets Learn Salat 5 (R)
- 13.00 From The Archives - (Urdu) Friday Sermon Hadhrat Khalifatul Masih IV 19.8.86 " Tarbiyyat "
- 14.00 Natural Cure 149 Rec. 11.4.96
- 15.00 Quiz Programme, Lajna Pakistan
- 16.00 Liqaa Ma'al Arab No.7
- 17.00 Bosnian Programme (1) Bosnian Discussion (2) Anwers to Allegations Against Ahmadiyyat
- 18.00 Tilawat, Hadith, News, Children's Corner: Tarteel-ul-Quran.
- 19.00 German Programme (1) Fragen Zur Lehre Des Islam (2) Kinder Sendung
- 20.00 Learning Languages with Huzoor, Lesson 95
- 21.00 MTA Entertainment -Moshaira with Obaidullah Aleem Sahib
- 22.00 Natural Cure Lesson No. 149 (R)
- 23.00 Learning Noewegian Lesson No. 2

Friday 12th April 1996
- 00.00 Tilawat, Hadith, News
- 00.30 Children's Corner - Tarteel -Ul-Quran No.6 (New)
- 01.00 Liqaa Ma'al Arab, No.6 (R)
- 02.00 MTA Entertainment - Moshaira With Obaidullah Aleem Sahib
- 03.00 Learning Norwegian No 2 (R)
- 04.00 Learning Languages with Huzoor, Lesson 95 (R)
- 05.00 Natural Cure Lesson No.151 (R)
- 06.00 Tilawat, Hadith, News
- 06.30 Children's Corner - Tarteel -Ul-Quran No. 6 (R)
- 07.00 (1)Quiz by Lajna Pakistan
- 08.00 Pushto - Baat Cheet Pushto Translation
- 09.00 Liqaa Ma'al Arab, No.6 (R)
- 10.00 Learning, Languages with Huzoor, Lesson 95 (R)
- 11.00 Bangla Seerat -e- Rasool
- 12.00 Tilawat, Hadith, News,
- 12.30 Children's Corner: Tarteel -Ul- Quran No.6. (R)
- 13.00 Friday Sermon, Live
- 14.00 Friday Sermon New
- 15.00 Mulaqat with Urdu speaking friends 12.04.96
- 16.00 Liqaa Ma'al Arab (New)Rec. 9.4.96
- 17.00 Norwegian Programme
- 18.30 Children's Corner: Lets learn Salat.
- 19.00 German Programme: Q/A session With KM4 Jelsa Salana 10.09.95 1st Part.
- 20.00 Learning Languages with Huzoor, Lesson 96 (New)
- 21.00 Meet Our Friends: Interview of Michael Die By Naseem Mehdi Sahib
- 22.00 Friday Sermon (R)
- 23.00 Medical Matters (1) Health of Mother and Child No 2 (2) First Aid

Saturday 13th April 1996
- 00.00 Tilawat, Hadith, News
- 00.30 Children's Corner - Let's Learn Salat 6 (New)
- 01.00 Liqaa Ma'al Arab, 9.4.96
- 02.00 Mulaqat with Urdu speaking friends 12.4.96
- 03.00 Learning French Lesson 5
- 04.00 Learning Languages with Huzoor , Lesson 96
- 05.00 Friday Sermon
- 06.00 Tilawat, Hadith, News
- 06.30 Children's Corner : Let's Learn Salat 6
- 07.00 Medical Matters (1) Health of Mother and Child No 3(2)First Aid
- 08.00 Siraiki Friday Sermon 16.1.94
- 09.00 Liqaa Ma'al Arab, 9.4.96
- 10.00 Learning Languages with Huzoor No 96
- 11.00 Bangla Seerat -e- Rasool
- 12.00 Tilawat, Hadith, News
- 12.30 Children's Corner:Let's Learn Salat 6
- 13.00 From The Archives - Hadhrat Khalifatul Masih IV Address Sargodha Pakistan
- 14.00 Mulaqat with Children 13.4.96
- 15.00 M.T.A. Entertainment: Hadicraft Exhibition Lajna Pakistan 1995
- 16.00 Liqaa Ma'al Arab Rec. 10.4.96
- 17.00 Turkish Programme
- 18.00 Tilawat, Hadith, News
- 18.30 Children's Corner: Tarteel-ul-Quran.
- 19.00 German Programme (1) Q/A Session Jelsa Salana 10.9.95 2nd Part
- 20.00 Learning Languages with Huzoor No 97
- 21.00 Islamic Teachings: (1)Rohani Khazain (2) History of Ahmadiyyat By B.A.Rafiq Sahib
- 22.00 Mulaqat with Children 13.4.96
- 23.00 Learning Chinese.

Sunday 14th April 1996
- 00.00 Tilawat, Hadith, News
- 00.30 Children's Corner: Tarteel -Ul-Quran 7
- 01.00 Liqaa Ma'al Arab, 10.4.96
- 02.00 Islamic Teachings -(1)Rohani Khazain (2) History of Ahmadiyyat By B.A. Rafiq Sahib
- 03.00 Learning Chinese : Lesson No.4
- 04.00 Learning Languages with Huzoor 97
- 05.00 Mulaqat with Children 13.4.96
- 06.00 Tilawat, Hadith, News
- 06.30 Children's Corner-Tarteel -Ul-Quran 7
- 07.00 Meet our Friends: Interview of Michael Die by Naseem Mahdi Sahib (R)
- 08.00 Sindhi Friday Sermon 18.3.94
- 09.00 Liqaa Ma'al Arab, 10.4.96
- 10.00 Learning Languages with Huzoor No 97
- 11.00 Bangla Hotel Tablighi Q/A
- 12.00 Tilawat, Hadith, News
- 12.30 Children's Corner:Tarteel -Ul-Quran 7
- 13.00 Indonesian Programme - Quiz
- 14.00 Mulaqat with English speaking friends 14.4.96
- 15.00 Around the Globe: Documentary - Boat Show.
- 16.00 Liqaa Ma'al Arab Rec. 11.4.96
- 17.00 Albanian Programme
- 18.00 Tilawat, Hadith, News
- 18.30 Children's Corner: Lets learn Salat.
- 9.00 German Programme (1) Islamische Pressesihau Part 1 (2) Wiekommen-Muslimische Frauen Und Madchem Mit - Ihrem Pardah Klar
- 20.00 Learning Languages with Huzoor No 98
- 21.00 A Letter From London
- 22.00 Mulaqat with English speaking friends 14.4.96
- 23.00 Learnin Noewegian

Monday 15th April 1996
- 00.00 Tilawat, Hadith, News, Children's Corner - Let's Learn Salat 7
- 01.00 Liqaa Ma'al Arab 11.4.96
- 02.00 Around The Globe: Documentary - Boat Show (R)
- 03.00 Learning Norwegian: Lesson No. 3
- 04.00 Learning Languages With Huzur Lesson No. 98
- 05.00 Mulaqat With English Speaking Freinds 14.4.96
- 06.00 Tilawat, Hadith, News,
- 06.30 Children's Corner: Let's Learn Salat 7
- 07.00 A Letter From London
- 08.00 Siraiky Programme. Friday Sermon 4.3.94
- 09.00 Liqaa Ma'al Arab 11.4.96
- 10.00 Learning Languages With Hazoor Lesson No.98
- 11.00 Bangla : Homeopathic Class 21.6.94
- 12.00 Tilawat, Hadith, News
- 12.30 Children's Corner : Let's Learn Salat 7
- 13.00 Indonesian Programme.
- 14.00 Quran Class - Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV No.125
- 15.00 M.T.A. Sports Football Match Karachi
- 16.00 Liqaa Ma'al Arab No.7
- 17.00 Norwegian Programme
- 18.00 Tilawat, Hadith, News
- 18.30 Children's Corner: Tarteel-ul-Quran
- 19.00 German Programme(1)Fragen Zu Lehre Des Islam (2) Kinder Sendung
- 20.00 Learning Languages With Hazoor Lesson No.99
- 21.00 Islamic Teachings (1) History of Ahmadiyyat (2) Islami Ikhlaaq
- 22.00 Quran Class - Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Maish IV 125
- 23.00 Learning French No.6

Tuesday 16th April 1996
- 00.00 Tilawat, Hadith, News, Children's Class: Tarteel ul Quran 8.
- 01.00 Liqaa Ma'al Arab, No8
- 02.00 Islamic Teaching, (1) History of Ahmadiyyat (2) Islami Ikhlaaq (R)
- 03.00 Learning French, No 6
- 04.00 Learning Languages with Huzoor, Lesson 99
- 05.00 Quran Class-No.125. Tarjumatul Quran with Hadhrat Khalifatul Masih.
- 06.00 Tilawat, Hadith, News, Children's Class: Tarteel ul Quran 8.
- 07.00 MTA Sport
- 08.00 Pushto;Interview Irshad A Khan.
- 09.00 Liqaa Ma'al Arab, No.7
- 10.00 Learning Languages with Huzoor, Lesson 99
- 11.00 Bangla
- 12.00 Tilawat, Hadith, News, Children's Class: Tarteel ul Quran No 8.
- 13.00 From the Archive:
- 14.00 Quran Class, Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Maish IV Rec.16/4/96
- 15.00 Medical Matters(1)Health of Mother & Child (2)First Aid
- 16.00 Liqaa Ma'al Arab
- 17.00 Turkish Programme: Introduction of Ahmadiyyat
- 18.00 Tilawat, Hadith, News, Children's Class: Turteel-ul-Quran
- 19.00 German Programme:(1) Interview, Discussion With Ameer Sahib of Germany & H.U. Hubsch (2) Bajwa Sahib Ki Yaad Main.
- 20.00 Learning Languages with Huzoor Lesson No. 100
- 21.00 Around the globe: Hamari Kaenat No.20.
- 22.00 Quran Class- Tarjumatul Quran With Hadhrat Khalifatul Masih IV, 16/4/96
- 23.00 Learning Chinese.

Wednesday 17th April 1996
- 00.00 Tilawat, Hadith, News
- 00.30 Children's Corner - Lets Learn Salat No 8
- 1:00 Liqaa Ma'al Arab No.8 (R)
- 2:00 Around The Globe - Hamari Kaenat No. 20
- 3:00 Learning Chinese
- 4:00 Learning Languages with Huzoor - Lesson No 100
- 5:00 Quran Class - Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV 16.4.96 (R)
- 6:00 Tilawat, Hadith, News
- 6:30 Children's Class Lets Learn Salat 8
- 7:00 Medical Matter (1) Health Care of Mother & Child. (2) First Aid. (R)
- 8:00 Russian Programme
- 9:00 Liqaa Ma'al Arab No8 (R)
- 10:00 Learning Language with Huzoor - Lesson No 100 (R)
- 11:00 Bangla Programme, New Ahmadies & Attaullah Kalim
- 12:00 Tilawat, Hadith, News
- 12:30 Children's Corner - Lets Learn Salat 8
- 13:00 Indonesian Programme - Cerdas Cermat.
- 14:00 Natural Cure - 3.4.96
- 15:00 M.T.A. Variety, (1) Dilbar Mera Yehi Hai (2) Humari Tareekh by A Rehman (Advocate)
- 16:00 Liqaa Ma'al Arab No9
- 17:00 French Programme
- 18:00 Tilawat, Hadith, News
- 18:30 Children's Corner - Turteel-ul-Quran
- 19:00 German Programme
- 20:00 Learning Language with Huzoor - Lesson No 101
- 21:00 MTA Lifestyle -(1)Cooking Lesson (2) Sewing Lesson (Perahan)
- 22:00 Natural Cure Lesson No.152 17.4.96
- 23:00 Arabic Programme.(1)Learning Arabic (2) Tafseer - Ul - Quran

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 3 Friday, April 5, 1996 No. 14

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد - مؤرخ احمدیت)

مقالات یوسفی پر ایک نظر (۲)

جناب مولوی محمد یوسف صاحب لدھیانوی کے مضامین کا ایک مجموعہ "مقالات یوسفی" کے زیر عنوان کراچی سے شائع ہوا ہے جس کے بعض اہم اور دلچسپ اقتباسات قارئین کی ضیافت طبع کے لئے سپرد قلم کئے جاتے ہیں:

امتحان "مولوی فاضل" کے بارہ میں دقیانوسی ذہن

مؤلف کی آپ بیتی کا ایک ورق جس میں "لطیفہ" کے عنوان سے "کثیفہ" ٹانک دیا گیا ہے، مزاح نگار کا روپ دھار کر "فرماتے" ہیں:

"دورہ حدیث سے فراغت کے بعد ہم خیرالمدارس میں "تکمیل" کے درجہ میں تھے۔ میرے دو تین رفقاء نے اسی سال "مولوی فاضل" کے امتحان کی تیاری شروع کر دی۔ اور وہ بلطائف الحیل مجھے بھی اس کی ترغیب دلاتے اور میں کوئی نہ کوئی عذر کر دیتا۔ ایک دن جب انہوں نے بہت زور باندھا تو میں نے پھر عذر کرتے ہوئے کہا کہ بھائی میں فقیر آدمی ہوں، میرے پاس داخلہ فیس کہاں سے آئے گی؟ ان میں سے ایک دوست بولے، آپ اس پر آمادہ ہوں تو آپ کی فیس داخلہ میرے ذمہ رہی، میں نے کہا واقعی آپ فیس ادا کریں گے؟ انہوں نے بڑے وثوق سے اطمینان دلایا کہ تم تیار ہو تو فیس میرے ذمہ ...... میں نے کہا اگر یہ بات ہے تو اب اصل عذر عرض کئے دیتا ہوں۔ اگر یونیورسٹی کی طرف سے مجھے یہ خط آئے کہ تم "مولوی فاضل" کے امتحان میں آ کر بیٹھ جاؤ۔ اور ایک حرف لکھے بغیر خالی کاغذ چھوڑ کر چلے جاؤ، ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں سب سے اول درجہ میں کامیاب قرار دیا جائے گا تب بھی میں "مولوی فاضل" کی امتحان گاہ میں قدم رکھنے پر آمادہ نہیں ہو نگا کیونکہ میں اس امتحان گاہ میں جانے کو اہل علم کی توہین سمجھتا ہوں - یہ سن کر تمام رفقاء خاموش ہو گئے، اس کے بعد انہوں نے مجھے ترغیب دینے کا خیال ترک کر دیا .... "مولوی فاضل" سے یہ انتہا پسندانہ نفرت حضرت الاستاذ نوراللہ مرقدہ کی تعلیم و تلقین کا فیض تھا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ اس ناکارہ کے بہت سے عزیز "مولوی فاضل" کے بعد نہ جانے کیا سے کیا ہو گئے مگر یہ ناکارہ کورے کا کورا ہی رہا...... حق تعالیٰ شانہ حضرت الاستاذ کو بہت ہی جزائے خیر عطا فرمائے کہ "مولوی فاضل" کے بارے میں اس ناکارہ کا دقیانوسی ذہن آج تک تو بدلا نہیں اور شاید مرتے دم تک نہ بدلے"۔

(صفحہ ۲۶۵)

- قیاس کن ز گلستانِ من بہار مرا

مودودی صاحب اور توہین انبیاء

"مقالات یوسفی" کے صفحہ ۸۰، ۸۱ پر بنوری صاحب کی کتاب "الاستاذ مودودی" حصہ دوم صفحہ ۴۳ کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"مودودی صاحب کے زہرافشاں قلم سے انبیاء کرام اور صحابہ عظام کے اخلاق اور سیرت و کردار پر جو چھینٹے پڑے ہیں ان کی مثالیں ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ انبیاء و رسل کے حق میں اس کا کلام اس قدر گھناؤنا ہے کہ اسے گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں بھی۔ یہ اس کی "تفہیم القرآن" سامنے موجود ہے۔ میں نہیں سمجھ سکا اور نہ میرا خیال ہے کہ یہ معمہ میری سمجھ میں آ سکے کہ مودودی کے معتقدین کی نظر سے یہ چیزیں کیوں مخفی ہیں"۔ (صفحہ ۴۳ حصہ دوم)

اور ان تمام مباحث کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں:

"بہرحال یہ بات سپیدہ صبح کی مانند روشن ہو چکی ہے کہ مودودی نے ..... اللہ تعالیٰ اسے حق کی ہدایت دے ...... بڑے بڑے انبیاء کرام کی توہین کی ہے۔ چنانچہ حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت یونسؑ حتیٰ کہ خاتم النبیین حبیب رب العالمین سید ولد آدم علیہ وعلیہم صلوات اللہ وسلامہ وتحیاتہ الی یوم الدین کے حق میں ایسے قبیح الفاظ استعمال کئے ہیں جو نہایت خطرناک ہیں اور فقہائے امت اعیان اسلام اور بحور علم نے اس قسم کے لوگوں کے بارے میں جو حکم دیا ہے وہ سب کے سامنے ہے، چنانچہ امام ابو یوسف نے "کتاب الخراج" میں قاضی عیاض نے "الشفاء" میں، حافظ ابن تیمیہؒ نے "الصارم المسلول" میں، تقی الدین سبکی نے "السیف المسلول" میں، فقیہ شام ابن عابدینؒ نے "تنبیہ الولاۃ والحکام" میں اور امام العصر حضرت مولانا انور شاہ محدث کشمیریؒ نے "اکفار الملحدین" میں اس مسلمان کے بارے میں صاف لکھا ہے کہ جو رسول امت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بدگوئی کرے یا آپؐ کی تکذیب کرے یا کوئی عیب لگائے یا تنقیص کرے یا کسی نبی اور ولی کے حق میں بدگوئی یا عیب جوئی کرے۔

اور یہ حکم شرعی ایسا ہے کہ جس پر سب کا اتفاق و اجماع ہے جو چاہے ان کتابوں میں دیکھ لے۔ کیونکہ سبکی کی کتاب کے علاوہ یہ سب مطبوعہ موجود ہیں"۔

(صفحہ ۴۳ حصہ دوم ملخصاً)

بیسویں صدی کے "دوسرے سلمان رشدی" کی نشان دہی کے باوجود امت مسلمہ کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ جہاں تک سلسلہ احمدیہ کے خلاف محاذ آرائی کا تعلق ہے دیوبندیت ہمیشہ مودودیت سے ہم آغوش دکھائی دیتی ہے کیا اس سے بڑھ کر گستاخی رسولؐ اور ناموس رسالت سے غداری کا کوئی اور تصور ممکن ہے

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی اہلیہ انتقال فرما گئیں

- انا للہ و انا الیہ راجعون -

احباب جماعت کو دلی افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نواسی اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ اور حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ کی صاحبزادی اور محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سابق وکیل اعلیٰ تحریک جدید کی بیگم صاحبہ محترمہ صاحبزادی آمنہ طیبہ صاحبہ دل کا دورہ پڑنے سے مورخہ ۲۷ مارچ کو رات ۱۰ بجے فضل عمر ہسپتال میں انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وا انا الیہ راجعون۔ آپکی عمر ۷۷ سال تھی۔ محترمہ بیگم صاحبہ کو صبح ساڑھے نو بجے دل کا دورہ پڑا انہیں فوراً فضل عمر ہسپتال پہنچایا گیا جہاں ان کو آکسیجن لگائی گئی اور طبی امداد بہم پہنچائی گئی لیکن ڈاکٹروں کی تمام تر کوششوں کے باوجود آپ جانبر نہ ہو سکیں۔

محترمہ آمنہ طیبہ صاحبہ ۱۸ مارچ ۱۹۱۹ء کو پیدا ہوئیں اور ۲۲ جنوری ۱۹۳۹ء کو محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے عقد میں آئیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے محترم صاحبزادہ مرزا مجیب احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا خالد تسلیم احمد صاحب اور ایک بیٹی محترمہ صاحبزادی عائشہ امۃ الباقی صاحبہ بیگم مکرم ظفر نذیر احمد صاحب پی۔آئی۔اے عطا فرمائیں۔

مرحومہ سالہا سال لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری برائے امور خارجہ رہیں۔ نہایت متقی، غریبوں کی ہمدرد اور عبادت گزار خاتون تھیں۔

۲۸ مارچ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب (ناظر اعلیٰ) نے محترمہ آمنہ طیبہ صاحبہ کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں اہل ربوہ اور مجلس مشاورت پر آئے ہوئے مہمانوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی جس کے بعد موصیہ ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں اندرونی چاردیواری میں تدفین عمل میں آئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے تدفین مکمل ہونے پر دعا کروائی۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ نے ۲۹ مارچ کے خطبہ جمعہ کے آخر پر مرحومہ کی مختلف خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا نام آمنہ تھا اور طیبہ آپ حقیقی معنوں میں آمنہ تھیں۔ عقل کا مجسمہ، بہت سلجھی ہوئی طبیعت اور اپنے والدین کی خوبیوں کی وارث تھیں۔ حضور ایدہ اللہ نے مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے لئے اس موقعہ پر خصوصیت سے دعا کی تحریک کی۔ اللہ تعالیٰ خود ان کا رفیق ہو اور صحت کے ساتھ زندگی دے۔ نماز جمعہ و عصر کے بعد حضور ایدہ اللہ نے مرحومہ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

غیر مسلم مہمانوں کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مجلس سوال و جواب

لندن (نمائندہ الفضل) مجلس انصاراللہ کے زیر اہتمام حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ساتھ مورخہ ۲۴ مارچ کو محمود ہال میں انگریزی زبان میں ایک دلچسپ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں کثرت کے ساتھ غیر مسلم انگریزی دان مہمان شامل ہوئے۔ کارروائی کا آغاز مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج برطانیہ کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی ضرورت اور جماعت کے تعارف پر مشتمل مختصر خطاب کیا۔

پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سٹیج پر رونق افروز ہوئے اور سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا جو دو گھنٹہ تک جاری رہا۔ حضور انور نے بائبل، قرآن کریم اور تاریخی شواہد کی روشنی میں بہت صاف ستھرے انداز میں مختلف عمیق مسائل کا اس رنگ میں کھول کر بیان فرمایا کہ انسانی عقل و فہم بڑھنا و رغبت اسے قبول کرنے کے لئے فطرتاً آمادہ ہو جائے۔ اس موقع پر نماز مغرب و عشاء سے قبل کئی احباب نے حضور انور ایدہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کرتے ہوئے امت مسلمہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ الحمدللہ۔ اللھم بارک و ثبت اقدامھم۔

آخر میں مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد